

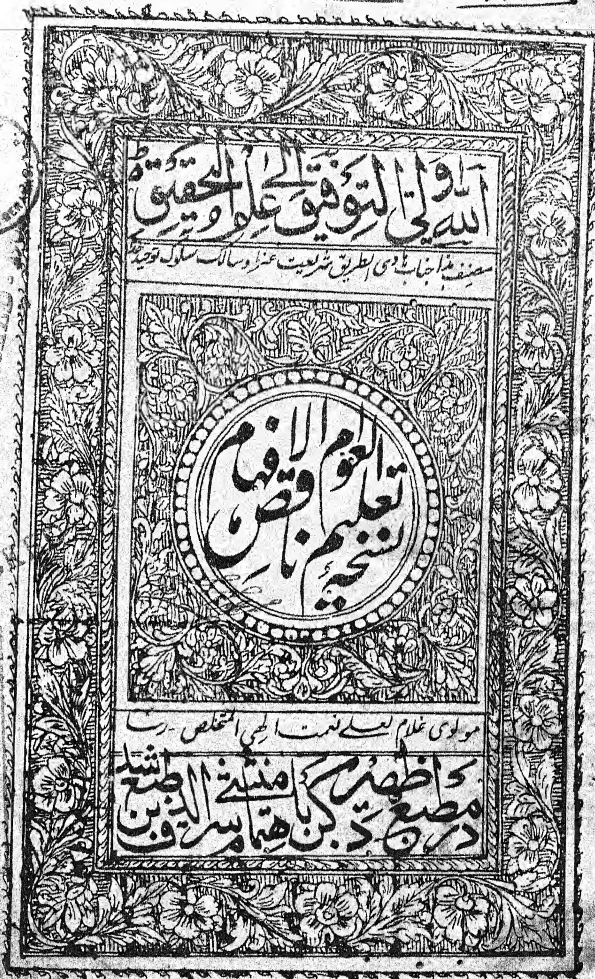
(11) RARE BOOK
 NOT TO BE ISSUED
 1967

01111



CHECKED

1967
 NOT TO BE ISSUED
 1967



الله في التوفيق علم الحق

تصنيف من اجابات في لطريق شريعت عن رسالت سالكه توفيق

تعليم من افهم
 نسخ من افهم

مولوي غلام محمد بن علي المصطفى

واضمن كتاب من كتابه
 درج در بن همام بن يوسف

غلط نامہ تعلیم العوام ناقص الالف بام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۲	نیز	خیر	۳۸	۳	تیب	تعب
۵	۱۳	یادی	یاری	۳۸	۴	خلایق	خلایق
۶	۱۵	یحکم اللہ	یحکم اللہ	۴۱	۱۰	نذر	نذر
۱۲	۱۱	سورۃ النجم	سورۃ النجم	۴۳	۲۵	فرمایہ	فرمایہ
۱۸	۳	صراط الین	صراط الین	۵۱	۱۰	بخمر	بخمر
۱۸	۲	بخ	برخ	۵۲	۴	اگ	اگ
۱۹	۱۲	دیری	دیری	۵۶	۹	سندہ	سندہ
۱۹	۱۰	مل ہو	مل ہو	۵۸	۱۵	اشکاک	اشکاک
۲۰	۵	غبر	غبر	۵۹	۲	جہات	جہات
۲۵	۱۰	من قول	من قول	۶۹	۱۴	ترک	ترک
۲۵	۲	پاپ	پاپ	۸۱	۹	بنا کچھ	بنا کچھ
۳۲	۱۱	پوش	پوش				
۳۳	۶	فقرا	فقرا				

الحمد للہ
تعالیٰ
اور احوال
کی اور
اور
درود و تحفہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور سبح تعریف اللہ
تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے جس نے بنائے زمین و آسمان اور پھر اسے اندر میں
اور اُجلا لیئے زمین و آسمان سے بشارت ہے قدرت الہی کو جانکر ایمان پورا کرنے
کی اور اندر میں ہی او جلے سے اشارت ہے ضلالت اور گمراہی سے یعنی بہت
اور شرک کو پہچان کر نیک ہدایت سے مراد پانے کی سبب اللہ ہمیشہ کون پاک
و منفرد ہے ذات خدا کی کسی ایک شے کے شریک ہونے یا مثال لانے
یا نسبت دینے سے۔

بِغَمْتِ

درود بخیر تمام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ شرف عظمت و شان

اذی العظمیٰ کی سندا عظم خیر الاسناد کلام اللہ سے جلوس آرا سے مستشرق
 سروری رسالت اور ربوبیت اور فخر اسے بارگاہ عظیم الشان کبریٰ نبوت ہو کر
 حسن سلوک دولت توحید اور شرف عطا خلعت عبادت و تحمید سے امت
 جاوہ پیمانے مسلک سنت کو بطریق ہدایت رہنا ہے بسبب شفاعت اور
 ہادی نہماج مغفرت ہوئی۔ اور تبلیغ منشور فرقان لازم الایقان کو دستور العمل
 الاسلام علی الخصوص ضابطہ ایمان عالمان ذوی الاحترام مناصب قد فصلنا
 الایات لقوم ینکرون کا گردان کر حکم لا اکراہ فی الدین قد تین الرشید من الغنی
 حق و باطل میں فرق دکھا کر تشہیر احکام پر احشام و امر و نہای سے دین
 متین میں کی طرح کاشک و اکراہ باقی نہیں رکھے مولف بسا رحمت برین
 امت کہ غیر و وسطہ و لایق پسند حق نبی شفق جمیع الخلق را فایق اما بعد ضعف
 المعیاری غلام العالی نعمت الہی المتخلص رسا ساکن قصبہ کمال صوبہ فرخندہ مبنی
 حیدر آباد نے سال ۱۳۱۵ ہجری میں یہ چوتھی کتاب مسمیٰ تعلیم العوام ناقص
 الافہام منہر خیر خواہی اہل اسلام و ہدایت اسداد گمراہی عوام کے چار باب
 تعریف امتیاز میں غیر و شر طریق اسلام کے یعنی تعریف اول فضیلت میں تعلیم
 علم دین کے اور تفصیل میں احکام فرائض و سنن کے تعریف دوم توصیف میں
 شان نزول کتاب اللہ کے اور اعجاز میں شرف رسالت رسول اللہ کے صلی
 اللہ علیہ وسلم کے تعریف سوم خود غامی میں مرشدان ربانہ کے جو کہ تکلف قبول

و حیدر

شکر

انشاء

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

شکر

و جہد فرشتی سے تذلیل اسلام و تخییر عوام کرتے ہیں۔ تعریف چہارم بُرائی سے
 شرک و بدعت ایام عشرہ محرم کے اسلام کی خرابی پائی جانے میں اس منشا سے
 انشاء کیا کہ اکثر مسلمانوں کو علم دینی تفسیر و حدیث و فقہ کا نہونے سے اسلام و
 شریعت کی خوبی اور شرک و بدعت کی برائی نہ جانکر رسومِ ہندی اختیار کرنے
 سے احکام اللہ کی عظمت اور شریعت رسول اللہ کی منزلت و لون میں کمی
 کے کچھ خبر ہی حالانکہ خداوند عالم نے کریم بندہ نوازی سے بندوں کو دولت
 اسلامیات بہت ہی بڑی نعمت اور قرآن مجید و متونِ عمل شریعت کا واسطے
 تعلیم علم و حرانیت کے اور دوسرے بے افعال شرک و بدعت کے بجز عنایت
 مرحمت فرمایا ہے کہ رصیت لکم الاسلام دنیا را ضی ہوا میں تمہارے لئے دین
 اسلام سے۔

تعریف اول فضیلت میں علم دین کے

صاحبِ افضال الہی کو تو غور کر و کہ ادا تھانے لطف بندہ نوازی سے منثور کتاب
 اللہ کو دستِ نورِ عمل سرشتِ صفائی جادہ شریعت گردان کر اہتمام سے حضرت
 محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدرِ مہتمم ضوابط رسالت کے حسن و
 شائستگی شبرک و کفر کو مسلک سے سالکان شریعت کے صاف کر دیا اور
 بفرمان ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات کانتم فیہم جنات الفردوس مثلاً لا یخافون
 رسولاً یراہم الا کربنیک عمل کرنے والوں کو بہستانِ ابراہیم سے جنتِ انعام

فرار یا با وصف اسقدر احسانات خداوند عالم کے اور تقیدات شدید
 و تالقو باید یکم الی التکلیف کے بھی جانوں نے افعال شرک و بدعت کے
 مرتکب ہو کر اپنے ہاتھوں سے آپ ہلاکت میں پڑتے ہیں اور امور دنیوی
 میں غفلت اور احکام اللہ کی عمل آوری سے انغاض کرتے ہیں اور شہر آشیت
 سے ہنہ موڑ کر افعال منق و فجور میں عمر عزیز کو کھوتے ہیں بلکہ بر طبق حدیث
 شریف اللہ انسان حریص فی مانع النسان کی سرشت ہے کہ سناہی افعال پر
 ضروری غنبت کرنے کی پس چاہئے بندگان خدا و امت محمدیوں کو کہ کلام
 اللہ کو ابتدا سے عمر میں پڑھ لیں اور معنی و مطلب کو سمجھ کر ایمان کامل کر لیں
 اور نبی اکرم صلیم کی حسن سلوکی طریق کو حاصل کر لیں اور بدعتی چال آباؤی اور
 رسم و آئین بیدینی بالکل ترک کر دیں ورنہ شیطان رہزن نقایمان ہے
 اور خدا و رسول کے حکم کا فرمان بنادیتا ہے چنانچہ خدا سے تعالیٰ فرماتا
 ہے ومن یعص اللہ ورسولہ ویتق حدودہ یدخلہا منازاً غالراً فیہا حبسے نافذ
 کیا حکم خدا و رسول کی تو وہ شخص داخل ہوگا آتش جہنم میں اور ہمیشہ رہیگا او میں
 و احسنہ تا قوم اسلامی میں لاعلمی سے قرآن و حدیث کے بڑی غرابی پڑ گئی
 ہے کہ بہت لوگوں کو تمیز بدعت اور شریعت کی اور شرک و توحید کی بالکل
 زمین رہی بلکہ رسوم ہندو سے ہی بہت رعینت ہو گئی ہے کہ باعظاف و تمام
 ادا کرتے ہیں اور طریق چلن اختیار کرتے ہیں جاہل کہتے ہیں ابے حکم کو اور

برائی دے ادبی جہل کی ایک سے دوسرے کو بہت جلد اشر کرتی ہے نسبت
 علم و ادب کے شریعت نام ہے سیدھی راہ اسلام کا جو خدا تعالیٰ نے نظر
 خیر خواہی سے بندگان خود کو طریق عبادات اور معاملات کو ذریعہ سے رسولوں
 کے بتلادیا ہے مخفی نہ ہے کہ پیروی شریعت کی مانند صالح حکیم کے ہے جیسا
 حکیم نے بیمار کو بیماری دفع ہونے کا علاج بتلاتا ہے کہ فدان شے ست کھاؤ
 کہ بیماری بڑھتی ہے اور فدان چیز کھاؤ کہ مزاج تندرست ہوتا ہے ہر سیرج
 شریعت کی راہ خدا نے بندوں کو دنیا میں عزت اور نفع حاصل ہونے کی اور
 عقے میں شفاعت اور مغفرت نصیب ہونے کی دکھایا ہے چنانچہ فرمایا ہے
 الشیطان یؤکم الفقر و یامرکم بالفتنہ سے واللہ یدیکم مغفرت منہ و فضل شیطان
 وعدہ کرتا ہے تمہیں تجباجی اور بیماری سے اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے نیک
 چلنے والوں کو اپنی رحمت سے مغفرت کرنے کا اور فضل کا سمجھنا چاہئے کہ خیرت
 ایمان کی پیر توحید ہے اور پیر ستکھم ہوتی ہے جبرون سے و کل آدمی حکام
 اللہ کی ہے سو وہ عبارت ہے اور جبرین زور پکڑتے ہیں آپ یاوی تقویٰ
 سے سو وہ اعمال صلح بین اور خزانہ آب حیات کا تلاوت کلام اللہ ہے اور
 بار آدمی شاخ ایمان کی پیروی رسول کی سو وہ شریعت ہے اور عمرہ اور کما
 استرخا خدا تعالیٰ ہے اور عمرہ و مسکا قبولیت خدا اور ذالقد و مسکا
 و رحمت الہی کا ہے آدمی جب تک خدا کی توحید کو اپنے دل میں مضبوط نہ جماوے

ایمان کامل نہیں ہوتا جس شخص کو توحید نصیب نہیں اور اسکی عبادت ہو یا نیکی
 کی طرح کی مقبول خدا نہیں ہوتی اور توحید کا علم اور اتباع رسول کی تیز بجز
 معنی قرآن کی پڑھنے کے نہیں ہوتی اور نشانی توحید کی عبادت ہے سو وہ
 دو طرح پر ہے ایک فرض اور دوسرا واجب تشریف فرض کی یہ کہ خدا کا حکم
 قطعی متعدد آیات نص قرآن سے اور حدیثات متواترہ سے ثابت ہوا ہو اور
 واجب وہ کہ حکم خدا کا آیات غیر نص قرآن سے اور حدیثات غیر متواترہ سے اور
 اجماع اُمت سے ثابت ہوا ہو۔ آیات نص وہ میں جنکی معنی صاف و صریح
 معلوم ہوا اور غیر نص وہ کہ حکم خدا کا مراحت سے معلوم ہو مگر اشارات سے
 پایا جاوے یعنی آیات کے لفظوں کی معنی مراحت سے سمجھاوے۔ اور
 سنت کی بھی دو قسم ہیں۔ موکدہ۔ اور غیر موکدہ۔ موکدہ وہ جو رسول
 اللہ صلیم اکثر اوقات اوس فعل کی بدادست رکھے ہیں اور بعض اوقات
 ترک بھی ہو گئے ہیں وہ فعل اُمت کو بھی بجا لانا ضرور ہوا اتباع کی معنی پیروی
 کرنے کی یعنی چال پر چلنے کی ہے جو شخص کہ پیروی رسول کی نہ کرے گا وہ
 اُمت رسول میں نہ ہو گا چنانچہ خدا نے تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے اُمت کو کہلوا یا ہے فاتبعونی محمد بن عبد اللہ صلی
 میری تو دوست رکھنا تمکو اللہ نے اور غیر موکدہ وہ کہ حضرت علیہ السلام
 نے بعض وقت کئے ہیں مگر اکثر اوقات نہیں کئے اگر اُمت بھی کرے

تو ثواب ملتا ہے۔ نہ کہ وہ تو پر شش نہوگی اور برعت اسکو کہتے ہیں جو
 رسم و آئین قرون ثلاثہ میں نہ تھے بعد حادث ہوئے یعنی نئے چالین
 نئے جیسے شادی کے رسوم اور قبروں پر گنبد اور صندل و عریں کی دھوم
 اور نذر و نیاز و چہلم و برسی و مولود وغیرہ کے لزوم یہ سب بعد نئے ہیں
 قرون ثلاثہ تین زمانوں کو کہتے ہیں پھر زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے حیات شریف کا دوسرا زمانہ اصحابوں کا رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھیں
 سو لوگوں کا جگہ تابعین کہتے ہیں تیسرا زمانہ ائمہ یعنی اماموں کا جنکو تبع
 تابعین کہتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیر القرون قرنی یعنی
 سب زمانوں سے بہتر زمانہ میرا ہے ثم الذین یلوئحکم پھر وہ لوگوں کا جو
 میرے زمانہ سے ملے ہوئے ہیں ثم الذین یلوئحکم پھر وہ لوگوں کا جو صحابہ
 کے زمانہ سے ملے ہوئے ہیں اور شرک کہتے ہیں اس فعل کو جو خدا کے الٰہی
 کی عبادت یا قدرتی اور اختیاری کام غیر خدا میں سمجھنا اور اکرنا یا غیر خدا کو
 ادا کرنا اور ان میں خیل یا مددگار یا نگہبان جانتا۔ غیر خدا کی تفصیل یہ ہے کہ
 نبی آدم و نوح و ابراہیم و عیسیٰ و جبرائیل و میکائیل و جبرائیل و میکائیل و جبرائیل و میکائیل
 ہر ایک ہزار عالم میں جبر و کل سب کے سب غیر خدا ہیں اگر ان تمام عالم میں سے
 کسی ایک کو بھی عبادت کریں یا قاف و سمجھیں یا شریک قدرت سمجھیں تو شرک
 ہوا اور شرک کرنے سے کافر ہوتا ہے۔ تعریف عبادت کی یہ کہ سجدہ اور

طواف کرنا یعنی تصدق ہونا اور نذر نکالنا اور دعا چاہنا اور جانور ذبح کرنا۔
 تعریف قدرت کی نیکی و بدی اور نفع و نقصان دینا یا غیبیان یا حاضر و ناظر
 سمجھ کر پیشبست و برخواست میں پکارنا وغیرہ یہ کل کام سوا اللہ کے غیر اللہ
 سے ادا کرنا کفر ہے اور کفر کا نتیجہ خود ہر قسم کا حاصل کلام تو حسیہ سے زیادہ کوئی
 چیز نیکی اور ثواب کی نہیں اور شرک سے زیادہ گناہ یا برائیاں کام دنیا میں ہیں
 ہے جلمہ غیر ان اور اولیا وغیرہ سب شرک کے کاموں سے الحذر کرتے رہے
 ہیں اور تو حسیہ پر زندگی بسر کئے ہیں چنانچہ حضرت لقمان حکیم اپنے فرزند کو
 تعلیم دے کر یا مٹی لا شرک باللہ ان الشکر بطعم عظیم اسے فرزند میرے
 شرک ست کر ہرگز تو اللہ کے ساتھ تحقیق کہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے یعنی
 میں عقل خدا داد سے بہت ساری برائیاں اور خرابیاں عالم عمر میں تجربہ دنیا
 سے معلوم کر لیا مگر شرک سے زیادہ کوئی برائی نہیں دیکھا خبردار میری
 ہرگز شرک ست کہہ دو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دونوں فرزندوں
 حضرت اسماعیل اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو تاکیدا جتا دئے کہ ان اللہ صلی
 کلم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون اسے فرزندہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ پسند
 کر لیا تھا اسے لے دین کو خبردار دین اسلام پر مرد اور حضرت ستا لقیقت اپنے
 فرزندوں حضرت یوسف اور یاسین علیہم السلام سے اقرار داشت لے
 کہ بتعب و دن میں بھی کسی چیز کی عبادت کرو گے میرے بعد تو اللہ تعالیٰ

الہک والد آبائک کہنے عبادت کریں گے ہم اللہ کو تیرے اور تیرے باپ دادا کے
 کے وہ ایک ہی ہے نہ دیکھئے پیغمبروں نے اپنی اولاد کو اس طرح تاکید ہے
 تقیہ کے کہ خدا کی مغفرت ایمان پر ہے اور ایمان تو حید خدا اور اتباع رسول پر
 منحصر ہے اور توحید تفسیر و حدیث پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے عوام جاہل ہوتے ہیں
 اپنی اولاد کو دینی علم سکھانا جانتے ہی نہیں مگر دشمنان خواص بھی تو اپنی اولاد
 کو استاذ تربیت طفلی میں علم شریعت نہیں سکھاتے بلکہ کم سن میں مداحوں ملک
 کفار میں علم بیہی کو کمال لیاقت جانکر تعلیم دلاتے ہیں جب کہ ان کو کون کو اول
 عمر میں کثرت سے صحبت بیدین کے عفتت مذہب بیہی کی بقول اگر گشتن روز
 اول ذہن نشین اور خو پذیر ہو جاتی ہے اور بیہی کا علم حاصل کے تک موسم
 شباب کا اجاتا ہے اور فکر معاش کی پڑ جاتی ہے تو پھر موقع فکر عباد کا ہاتھ نہیں
 آتا پھر کون سی صورت ہے کہ خوبی احکام اللہ کی دیون میں مسلمانوں کے جاگی گیر
 ہونے کی اور فضیلت ارکان اسلامی سے بہرہ یاب ہونے کی

خوے بدرطیبتے کہ نشست نرو و جز مرگ اواز دست - بیہ جو عقرب
 شوق مو تراشی کا نیش زن حسن صورت ہر مرد اسلامی ہے ہی تو سمجھت
 بیہیوں کا ہے جو ہر بن موسیٰ اہل اسلام پر موثر ہو کر قائل ریش نگہی
 سوری بھلی بنیاد ہے انہدام پایہ و نوادر حدیث محمدی کی مبدع حدیث شریف
 من شبہ بقوم نہوا ہم یعنی جسے جس قوم کی مشابہت کیا وہ اسی قوم میں

گناہا سے گامولف ابتدا میں خبر دے کے مکر اور مذہب کا فساد ہے بڑا انجام اسکا
 دن بدن ہووے زیادہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے دنیا ساز و دین بازوں کے
 نسبت میں بدو عادتیں ہیں **۱** مباد اول آن فرمایا شاد کہ از بہر
 دنیا دہدین مباد۔ اگرچہ فی زمانہ مسلمانوں کے بہت کم بڑے قرآن شریف
 مثل طوطے روان پڑھتے ہیں مگر معنی معلوم نہ ہونے سے مطالب اوامر و نواہی
 کو نہیں جانتے کہ خدا کی سنائی کون سے آیات میں ہے اور کون سے ابواب کی
 اجازت ہے یہی سبب ہے کہ حلال و حرام کی تمیز نہیں رکھتے مولف کرتا بہتین ہے
 معنی قرآن میں جس نے غور کیا فائدہ چور و زور قرآن کے چار دور علم و تفسیر و تہذیب
 نہ پڑھے گا ہی سبب ہے کہ اکثر مسلمانوں کو بدعت اور اتباع سنت پر نظر اور
 شرک و توہید کی قدر اور ہشت و دوزخ کی خبر اور مغفرت کی تمنا اور خدا کے
 غضب کا ڈر نہ ہونے سے نماز و روزہ ادا کرنے کی احتیاط اور قرآن و حدیث
 و فقہ سمجھنے کی فکر نہیں رکھتے سبب دوسرا یہی ہے کہ زبان شوق اکثر اہل
 اسلام کی لطف و لائق معنی قرآن شریف سے لذت گیر نعمت مضامین کلام
 الہی نہیں ہوئی اور جب تک مذاق آدمی کا کسی عمدہ نعمت سے چاشنی پذیر
 نہ ہو خواہش حیاں اشتیاق انسان کی حلاوت سے اوس نعمت کے
 مستلذ و شیرین ہوتی بنا برآں محض خیر خواہ اسلامیان کے خیال میں یہ مصلحت ہے
 صواب و بد ہوتی کہ تھوڑی توصیف کلام الہی کی اور شمر توصیف رحمت رب العالمین

مکی جو مزید مراحم بندہ نوازی سے فرمان بلاغ المبین خود کو مصدر سرفرازی
 بنندگان گردانا ہے اور فرمایا ہے کہ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب لم
 یجعل لہ عوجا شکوہ بل الحمد کا جس نے اتارا اپنے سب پر کتاب اور نہ کہ
 اس میں کبھی عوج کی کمی یعنی قرآن کی معنی و مطلب سے واقف ہو تو انسان کے
 عقیدہ اور ایمان میں کچھ شک و شبہ شرک و بدعت کا نہیں رہتا تبارک الذی
 نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا برکت سے اس قرآن کے جسے
 اتارا فیصلہ اپنے بندے پر کہ سب عالم پر ڈر لینے قرآن کے پڑھنے
 میں ایسی برکت ہے کہ دنیا و دین کی مضرّت سے بچاؤ اور ہزار باطل کی
 آفات شیطانی و انسانی سے امن ہے لہذا ہر اور ان اسلامی کو بطور اشد
 مشتہ نمونہ فروارے شان نزول بلورہ فاتحہ کتاب کی جو سور قرآن
 اور کلید ابواب کنز الرحمت ایز و منان اور تہامی مضامین احکام قرآن کی
 جان ہے زبان قلم مخفیہ بیان میں لاکھ لفظز اشتعاک مشکیش شایقان معنی
 قرآن کے گزران و یکا تہ تاکہ فضایل رحمت باری تعالیٰ کے پردہ کشا
 چشم غفلت ہر فرد بشیر و مکر اللہ شوق مطالعہ تفسیر قرآن شریف کا اور غرت
 تدریس علم تفسیر و حدیث کی مضر ضمیمہ ہے گی از انجا کہ مشیت اللہ تعالیٰ
 اقتضا سے تشبیہ احکام اللہ منبشا سے اعلان خلق اللہ بوسیلہ محمد
 الرسول اللہ بمقتضی شرف تنزیل کلام اللہ ہوئی تو وہم تبلیغ سے جبریل

علیہ السلام نے بمقتضیٰ ملاحظہ مشورہ قرار لا ہوا لا اللہ محمد الرسول اللہ پر مہ
 بسم اللہ سورۃ الفاتحہ تنزل فرمائی اُسوقت مدت عمر شریف حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس سال کے اوپر تھی اتفاقاً حضرت نے
 آبادی سے باہر تشریف فرما تھے ناگہان جبرئیل علیہ السلام آسمان سے
 اتر آئے اور زمین سے معلق کھڑے ہو کر آبادی یا محمد پکارے اگر شکل ملک
 کی نورانی ہر دو اہرے مگر آنحضرت کبہر شکل فرشتہ دیکھے نہ تھے مہابت نہ
 ناگہانی اور تقاضا سے وحشت انسانی سے خوف ملک ہو کر کچھ جواب نہ
 اور نے انہوں کو اس جگہ سے نکل گئے بلکہ چند بار ایسے واقعات وحشت
 ناک پیش آئے اور حضرت کو کئی روز بخار و انگیر رہا چنانچہ اس حادثہ کی
 صداقت مولانا یعقوب چرخنی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کے ہیں عبد اللہ
 ابن عباس سے اور حضرت عبد اللہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
 کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین ابتدا سے تنزل کلام اللہ میں کئے بار
 شکل جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ کر ڈر جاتا تھا اور بخار چڑھتا تھا حاصل کلام
 جبرئیل نہ ہو کر یا محمد پکارتے اور حضرت نے جواب نہ دیکر اس جگہ
 سے نکل جاتے تھے کہ حضرت نبی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 جلی زوجہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال سے واقف اور مشورہ
 ہو کر اپنی برادری کے عالم الوہیت و رتق بن نوح سے برگشتہ ہل

واردات کی اور نشان صورت و شکل ستوارہ بیان فرمائے و رقم ذکر کرنے علم
 توریت و انجیل کا کرتا تھا معلوم کر لیا کہ یہ کنگن فرشتہ کی ہے اور فرشتہ
 انسانوں میں خاص پیغمبروں پر ہی حکم خدا اور تبار ہے البتہ اس بشارت سے
 آثار لایق سرفراری نبوت کے پائے جالتے ہیں شاو مانی سے حضرت کو
 اطمینان دلا سادیا کہ آپ کو جو شکل نظر آتی ہے البتہ وہ فرشتہ کی ہے اور
 فرشتہ ضرر رسان نہیں ہوتا آپ بلا خوف اور سکے سوال کا جواب دیجئے اور
 کیا کہتا ہے موسیٰ لیجئے الغرض جبریل علیہ السلام نے دوسرے موقع پہنچا
 و میدان میں نمود ہوئے اور یا محمد پکارے حضرت نے بخاطر جمعی بلفظ لبیک جواب
 دے تب جبریل نے بعد سلام اپنا نام بتائے اور کہے کہ میں حکم خدا آپ پر کلام
 اللہ لایا ہوں آپ آج سے رسول اللہ بنی آخر الزمان ختم المرسلین ہو میں گواہی
 دیتا ہوں کلمہ شہادت کی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ سورۃ الفاتحہ
 پڑھو اسے جب نبی اکرم نے زبان اقدس سے بسم اللہ اور سورۃ الفاتحہ
 الحمد للہ سے و لا الہ الا اللہ تک پڑھتے ہی لطف عظمت حمد و ثنا سے
 رب العالمین کا اور شرف بھڑکنا شروع ہوا عارے بندگان عہدیت امن کا عروج
 خاطر عہدیت باشر حضرت معلم کے ہو کر غیبت دل اور عیون طبع سے لفظ میں
 کار بان مجربان سے نکل آیا جس کے مخفی ایسا ہی ہوتی ہے پس یہ لفظ انتہا
 امین کا زبان حضرت سے نکلا ہو اشرف قبولیت میں جناب باری تعالیٰ

کے اگر شرک الفاظ کلام اللہ یعنی سورۃ الفاتحہ کے ہو گیا مگر خیال تہذیب کے ترکیب
 تحریر میں کلام الہی کے آخر سطور والہ الضالین تک برابر لکھ کر لفظ زبان خیر البشر
 کا آمین علیحدہ سطور سے لکھ دیتے ہیں یا نماز جماعت میں مقتدیوں نے آمین سے
 ہیں ناظر کتابت اور ترتیب قرأت سے خدا کے کلام میں اور بندے کے کلام
 میں تہذیباً فرق علیحدگی کا پایا جاوے۔ اور یہ معلوم کرنا ضرور ہے کہ سورۃ الفاتحہ
 کی عبارت خاص کلام خدا کا ہے اور طلبہ اسکا استدعا بندوں کا ہے اگرچہ سالم
 قرآن شریف خدا ہی کی زبان سے مگر وہ سب ہم بندوں کی تربیت اور تعلیم
 کے احکامات اور امر و نہی اور ہدایات عبادات لائق عظمت الہی ہے فقط یہ
 سورۃ فاتحہ خاص کلام خدا کا اور مضمون استدعا بندوں کا ہے اسکی مثال قطع
 عرض کی گئی ہے جیسے کہ رعایا سے غرض مندانہ برآمد حاجت کے لئے پیشی
 میں حاکموں کے درخواست تحریری گزرا کرتے ہیں اس طرح سورۃ الفاتحہ
 عرضی ہے بندوں کی مقصود کی اور انشاء عبارت اسکی کلام الہی ہے۔
 بصدق ان اللہ بالغ امر اے اللہ تعالیٰ ہر ایک کام کے انجام کو اول
 ہی معلوم کر لیتا ہے البتہ نشاۃ قدرت الہی اس صواب و تدبیر مقتضی المصلحت
 ہوئی کہ ان انسان لہرۃ لکن وہ تحقیق کہ انسان اپنے رب کے نعمتوں کی
 شکر گزاری میں قصور و اجتناب الفاظ ہم بندے لائق عظمت و شان
 رب العالمین کے اور مضمون قابل مقصد و محتاج اللہ تعالیٰ کے لکھنا نہیں

جاتا ہے اس علم الانسان المعلوم مضمون عرضی کا خدا نے زبانِ رحمت سے انشاء فرمایا
 کہ ہر بندہ اس عرضی کو ہر عبادت و دعا اور ہر حاجت و التجا میں اور ہر مرض و بلا
 اور ہر الصیال ثواب میں ہماری جناب میں پیش کیا کرے تا بلوغِ منظوری سے
 مزین کیا کروں چنانچہ کتابِ بذلِ المغفۃ الا لایضاح الارکان الاربعین لکھا ہے
 کہ سورہ الفاتحہ عرضِ استغفر بذوکی القدر کا ہے خصوصاً خاص میں پہونچا ہے کی اور
 ظاہر ابھی رسم معروفی خلقتِ مہم کی کہ بے علم اہل غرضوں نے عرضی مطلب خود کی
 اہل علم سے لکھواتے وقت کہتے ہیں کہ فلاں مقدمہ کی باطلالت مضمون مختصر مفید
 اس اسمِ مخبر دنیا سے لکھ دیکھ کہ حاکم مقتدر نے فریدِ مرآۃ سے شرفِ پذیرا فرما دیا اور
 تحریر عرضی کا ہے کہ پیشانی صفحہ قرطاس پر سرمدیج کر بوضو عامیر سا دیکھتے ہیں سو وہ مدسم
 ہے اور القاب الفاظ تعظیمِ خداوندِ نعمت وغیرہ لکھتے ہیں سو وہ المدرب لہا میں ہی اور الفاظ شکوہ
 احسانات ولی نعمت کے فیضِ تحسین و فیضِ سران جو لکھتے ہیں سو وہ الرحمن الرحیم مالکِ یوم الدین
 ہے اور مضمون اطاعتِ گزاری و فرمانِ برداری استحقاقِ قدیم خود کا جو لکھتے ہیں سو وہ
 ایک نمبر و ایک لکھتین ہی اور مقصود کارروائی و حاجت رازی خود کا جو لکھتے ہیں سو وہ اند
 الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ہے اور جو الفاظ استغاثہ مذلت و
 صنائب سے بچنے اور عزت ریزی نہونے کے جو لکھتے ہیں سو وہ غیر
 المغضوب علیہم و الضالین ہے سورہ الفاتحہ ایضا سترک اور اسقدر عظیم
 ہے کہ تعریفِ عظمت اُس کی لایان اور بے پایان ہے اس سورہ مقدس کو

جس میں دعا کے اول و آخر میں پڑھیں وہ دعا مقبول خدا ہے اور جو کچھ ایصال
 ثواب بحق مردگان اس سورہ کے ساتھ کریں تو مقرون اجابت حق تعالیٰ
 ہے اور ہر مرض و مشکل میں پڑھیں تو شفا و آسانی ہے اس سورہ کا نام کتاب
 الکتاب جو حسن قرار دیا ہوا ہے اسکی تحسینی سے کہ کہنول دینے والا مطالب
 کتاب اللہ کا اس سورہ کے پڑھنے سے سالم قرآن مجید کے تلاوت کا ثواب
 پتا ہے یعنی نامی مضامین مفصل قرآن کا اجمال اس سورہ مقدس میں
 آیا ہے جیسا کہ دریا کو زہ میں بھر دیگی ہر چند اس قدر تی مضامین کی پوری
 تائید ذہن ناقص انسان میں نہیں آتی جو میں کل الوجوہ سمجھے اور تشریح
 کرے مگر تھوڑی توضیح بقدر معلوم بطور نمونہ جیسے دریا سے محیط سے یک قطرہ
 پیرا و تعلیم انسان تحریر کرنے میں آتی ہے واضح ہو کہ تمامی مطالب تفسیر
 مفصل قرآن مجید جو بظاہر چار قسم کی حمد ہے یعنی بندہ خدا کی تعریف اور
 بندہ بندے کی تعریف اور خدا بندے کی تعریف اور خدا خود اپنی تعریف کرنا
 جو یہ چار طرح کی تعریف کے اقسام مشہور ہیں کل حمد و ثناء اور شکر و سپاس
 کے مضامین سالم قرآن میں مراثی درج ہیں وہ سب حمد کا اجمال یک لفظ
 مجمل الحمد للہ میں ہے اور جتنے بیان واقعات احسانات و بویست و بوی
 و رزاقیت کے اقسام ماکولات و مشروبات کے جس سے زندگی و حیات
 کل مخلوق کی متعلق ہے وہ سب کا مجمل لفظ رب العالمین میں ہے اور جتنے

مضامین مہربانیاں حضرت رحمان کے حیات دنیا میں باعث پرورش و پرورش
 خدایق کے جو ابتدا سے ولادت و برضابت سے انتہا سے عمر و وفات تک ہر
 بشر کو جو ہر عقل و ہوش و توانائی و مال و اولاد و صحت و راحت و غیرہ و فتنہ
 فو قیہ عطا کرنے کی نشارت جو سالم قرآن میں مرقوم ہے اور جلد مہربانوں
 کا اجمال لفظ الرحمن میں ہے اور حبنا ذکر رحمت و مغفرت و صفات و دیدار
 و نسبت کا مبین کے حق میں ابتدا سے نفع فی القبور سے بعثت و نشر
 یوم الحشر میں حساب و میزان و پل و دار و دیگر کے آفات سے بچا و ترحم کا فرد
 سالم قرآن میں لکھا ہوا ہے وہ سب کا مجمل لفظ الرحیم میں ہے اور تمام احوال
 مصائب باز پرس قیامت کے اور غضب و قہر کے اور عذاب النار وغیرہ
 کے سالم قرآن میں مسطور ہے وہ سب مالک یوم الدین میں ہے اور حکم احکام
 اوامر و نواہی لازمہ عبادات حق اللہ و غیر اللہ چہاں قسمی یعنی مالی و بدنی و
 قولی و فعلی مثل صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ و نذر و نیاز حرام و حلال حق اللہ و
 غیر اللہ جس مراحت سے منہای شرک کی ہر صف و ہر آیت میں چنے اقام
 عبادت کے مذکور ہیں وہ کل ایک لغت میں ہے اور جس تشریح سے
 ما لغت استعانت اور استد کسی غیر اللہ سے یہی سوا خدا سے تعلق کے
 جو تمامی قرآن میں مرقوم ہے وہ سب لفظ و آیات میں ہے اور
 جس توسیع سے دنیا کی سبیل ہدایت کی اور تعلیم امور صدق و صواب

کی اور طریق صلاحیت و تقویٰ سے اور ترکیب طہارت جو نصیب انبیاء اور
 صدیق و شہداء و صالحین منعم علیہم لوگوں کی سالم قرآن میں تعریف آئی ہے
 وہ سب کا محل آیت اھذا المراد المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں منحصر
 ہے اور جس معصوبت سے مضامین قہر و غضب اور رنج و تعب و کفر و شرک کے
 نسبت کفار پرست و قبر و شدہ پرستوں کا اور ذکر بدافعالی و نافرمانی
 سے قہر و غضب میں منسوب کفار ان سے وہ سب غیر المعصوب علیہم میں ہے
 اور جتنے احوال و امثال منافقین کے جو طریق کہ ظاہر اکلمہ گو مسلمان بندہ
 خدا امت رسول کہلاتے اور اپنے کو نسل بزرگان شریف و نجیب میں
 سمجھتے ہیں مگر احکام اللہ نماز و روزہ و زکوٰۃ و فطرہ کے ادائی سے غافل
 اور غیر اللہ کی عظمت و کرامت پر قایل اور نذر و نیاز و سجدہ و طواف قبور
 و مرشد کا عقیدت بجالاتے ہیں اور شریعت کے کاموں سے شرم و انکار
 اور بے شرعی کاموں پر عنایت و اقرار رکھتے ہیں اس فرقہ ضالہ کا بیان مطول
 جملہ قرآن شریف میں آیا ہے سوا اسکا محل و لا الضالین میں ہے حاصل
 کلام قلم قدرت کا بیان تفصلاً کا نامی قرآن شریف کے سالم مضامین مفصل کو
 بجز اجمال بھر لب لباب اس مختصر عبارت سورۃ الفاتحہ میں لکھا ہے
 اور سورۃ الفاتحہ کے مضمون محل کا مختصر مفید و آیت مختصر الاحتشار ایک
 فقید و آیات متعین میں لایا ہے آیت اولیٰ مرین ہے مشاعر عبادات الہی

جو لازم عبادت عباد اللہ کا استحقاق خالصاً اللہ ہے اور آیت دوئم میں ہے
 استعانت و اتقاد میں اللہ سے جو بلا شریکت تائید غیر اللہ ہے پس اسی دویت
 پر اختتام اسلام اور ایمان کا ہے کہ بندہ اللہ کو پروردگار اپنا جانک عبادت کی
 اپنے پر فرض لازمی کر لے اور دنیا و دین کے راحت و مصیبت کے مہاجات میں
 تائید و امداد خدا ہی سے جانتا تو یہی دو اسباب ہیں خاتمہ بخیر ہونے کے اور
 پس اسی دوایت کا ترجمہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں **۱**
 ندام غیر از تو فرماید رس توئی عاصیان را خطا بخش پس
 شخص فرماید کی کو مدد دینا اور خطا بخشنے کے لئے عبادت و دعا قبول کرنا یہ دونو
 کمال خدا ہی میں ہے اور پس اسی سورۃ الفاتحہ کی فضیلت میں خدا سے عزوجل
 نے فرید لطف و کرم خود سے خاص شان میں رسول اللہ صلعم کے بشارت
 دیا و لقد اتینا ک سبباً من النشانی و القرآن العظیم سے اور البتہ سچ دے
 ہئے تجگو سات آئین و نوحی و طیفہ کے مستثنیٰ اہم آیات قرآن بزرگ سے
 سبحان اللہ کا تب قدرت و قرقضائے شروع قرآن مجید کا بسم اللہ کے
 حرف با سے کیا اور ختم آخر لفظ والناس کے حرف سین پر ہو پس اس میں
 سے بشارت ہے بندوں کے دنیا اور دین کے مرادین فضل و نصیب
 سے کلام الہی کے حاصل ہونے کی یعنی کلام اللہ پڑھ کر سننے و طلبہ کی ہر
 عمل کرنے سے دنیا کے شکلاٹ آسان اور حل ہوتے ہیں اور قیامت

میں جنت و نجات ہوتی ہے مخفی نہ ہے کہ مفسدون التباہ استدعا یہ سورۃ الفا
 میں خدا سے تھامے تین فریق کا نام محل فرماتا ہے پہلا نام النعمت علیہم کا منعم
 علیہ وہ لوگ پورے مغفرت ماب انبیاء و صدیق و شہداء و صالحین میں
 دوسرا نام غیر المغضوب علیہم کا مغضوب علیہ وہ لوگ ہنود و مشرک و کافر جو
 منکر خدا و رسول میں جنہوں نے خدا کی عمت و قدرت غیر اللہ میں سمجھے ہیں
 اور خدا سے چھپنے کے کام مخلوق سے چھپتے ہیں اور شرعیث رسول اللہ کو ترک
 اور کفار و ن کا طریق اختیار کرتے ہیں تیسرا نام فرقہ ضالین کا وہ نصاریٰ و
 منافق ہیں جنہوں نے کفر و اسلام میں اختیار نہیں کرتے ظاہر خدا و رسول
 پر اقرار ہے مگر دل میں بدعتی کا سون پر غربت و اہراس ہے یعنی دنیا کے
 طمع سے دین کو کھوتے ہیں اور خوف سے دنیا و اردن کے حق بات جانکر
 چھپاتے ہیں ان تینوں گروہ کی تفصیل سورۃ البقرہ یعنی سارہ الم کے شروع
 میں آئی ہے یعنی گروہ النعمت علیہم کی تفصیل صوری المتقین الذین یؤمنون
 بالغیب سے و اولئک ہم المغفلون تک گروہ انبیاء و صالحین اور ضالین اور ضالین
 منعم علیہم کی ہے اور غیر المغضوب علیہم کی تفصیل ان الذین کفرو
 سواؤہم علیہم سے و لہم عذاب عظیم تک ہے کافروں کا ذکر ہے اور
 ولا الضالین کا خلاصہ بیان و من الناس من یقول اننا باللہ سے آخر قرآن
 سورۃ الناس کے من الحبت و الناس تک منافقین مفسدین میں ذالک

کا ذکر کلام قرآن میں ہے تو لطف منافقین نہ اس حال کی سیر کہ ظاہر اس مسلمان
شریف الخاندان کہلاتے اور شفاعت کا دم ہاتے ہیں اور رسول اللہ کے
نام پر انگلیاں چوم کر آنکھوں کو لگاتے ہیں جبکہ شریعت کے کام میں ہوتے
تو شرمناک رہتے جیسے اور غور توں پر رکھتے ہیں۔

مولف

جس طرح آنکھوں میں غبار کی تیرت چال ہی ادنیٰ محبت سے چلی ہو مغفرت
نام پر اقرار کا شرع ہے انکار ہو یہ نہیں راہ محبت بلکہ ہے مکاریت
اور اتفاقی ناز دکھاؤ کی پڑتے ہیں اور نہ درو نیاز غیر اللہ کی عقیدت اور غیبت
و ادب سے ادا کرتے ہیں خدا کی نسبت میں وحدۃ لا شریک لہ کا زبان سے
اقرار کرتے ہیں مگر دل سے خدا کی قدرتی کام بندوں میں سمجھتے اور پکارتے
ہیں حاضر و ناظر خود کرنے کی جا ہے کہ پروردگار عالم نے بندوں پر کیا کیا
احسانات مبذول فرمایا ہے کہ جس حساب کا حاضر نہیں ہے یعنی اوتھالے
عین شفقت بندہ نوازی سے بندگان خود کی تعلیم کے لئے کتاب اللہ میں احکامات
فلاحیت و نوجہان کے اصلاح معاش و معاو کے لئے ارشاد فرمایا کہ اس
کیاں کو جا مل کر نیکو دنیا اور دین کے فوائد سے بہرہ یاب ہو جائیں گھر شہادت
ہم بہستون کی ہے کہ ایسی کتاب طب البراج شرک و کفر کے معالجہ سے کہ
جس بیماری کا علاج خود خدا سے حکیم الحکما ہوا ہے غافل ہیں انفس میں کہ ہم

لا یتعلم علم قرآن کو امتیاز مرض و محنت کفر و اسلام کا ہونے سے فکر تعلیم کتاب التلاج
 غافر الذنوب سے بے نصیب ہیں اور بے علمی ہی کا سبب ہے کہ شرکی حیل
 مرفوع العادت آبائی سے سجدہ و طواف مرشد و قبر کا اور نذر و نیاز غیر اللہ کی
 عبادت اللہ کے فرض و سنت سے ہی زیادہ غیبت و اعتقاد سے ادا کرتے
 ہیں حالانکہ یہ افعال خلاف حکم شریعت ممنوعات و محرمات سے ہیں کہ مرقد
 اقدس جناب رسول اللہ صلعم پر اور قبور صحابائے عظم پر اور ائمہ کرم پر اور
 مزار شریف غوث الاعظم پر نہیں ہوتے فقط اسی ملک میں ہر کس و ناکس
 خود پسندی سے اور ایک دوسرے کی حسد و حسرت سے ادنیٰ شخص کی قبر
 پر ہی بقول پرانے پرنہر میدان می برانند ہم سب کے ضد و کد سے روز بروز
 زیادہ تکلف کر رہے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ دین محمدی میں فساد برپا ہو رہا ہے
 اور اسلامی طریقہ میں خنہ اندازی ہے اس فساد کے بانی اول درجہ میں حضرات
 مشائخین گور پرست ہیں کیونکہ ان کی نمائش کے انساب گور پرستی ہی پر منحصر
 رکھے گئے ہیں کہ نوکری تو کرتے نہیں اور کار و بار زندگی کے تو تکلف سے
 ہونا منظور ہے پس گور پرستی ہی کو سبب مدد معاش گردان نا ضرور ہوا گو
 حریت گور پرستی کی ہوا کرے مگر کار و نبوی تو نخل آتا ہے ۔
 حاقبت کی غیر خدا جانتے یہاں تو آرام سی گذرتی ہے
 اور مریدوں نے مرشد کی قبر کا تکلف اپنے پر فرض میں سجدہ کر کے خرچ کرتے

ہین اگرچہ مرشدوں کو لازم تھا کہ حرمت گور پرستی سے مریدوں کو واقف
 کر دانا وہ تو غرض دنیا سے حق پوشی پر ہین بلکہ قبروں کو اونچی بختہ وارہ مست
 بنا کر ٹھاٹھ و تکلف سے مرجع خلایق بناتے ہین جسکی حرمت کی تعریف مولانا
 روم شہنوشی مین فرماتے ہین ۵

از بردن چو گور کا فر علیل وز درون قبر خدا عزوجل
 جسقدر زمانہ نبوت کا دور ہو رہا ہے اسقدر زور اسلام کم ہو رہا ہے خالص
 اس ملک کے مسلمانوں مین بظہر سوم اسلام کے ایک رسم بیت کا رکھیا ہے
 جسکو پیری مریدی کہتے ہین اُسہیں بھی سو طرح کی خرابی بڑ گئی ہے ہر شخص
 تصور کر لیا ہے کہ مرید ہوتے ہی پیر ذمہ دار بن جاتا ہونگے عمر تو پالی ذمہ
 گزران قدمبوس ہو بے فکر ہونگے اور مرشدوں نے اپنے کو الٰہی نبیو
 قادی سے ہمیشہ روز کر آواز دار دیتے ہین کہ بے پیر کیا پیر شیطان ہے
 مولف

صورت انسان مین شیطان ہے بلکہ شیطان کتر از انسان ہے
 بیچارے عوام بے علم ناقص العقل تو ہوتے ہین ضرورتاً کسی ایک نامزد
 بشایخ حاضر الوقت کے اعمال کسی ہی ہون شہرت پیر زادگی پر مرید
 ہوتے ہین اور اپنے اعمال کا بوجھ مرشد کے سر پر ڈال دیتے ہین
 کہ ہر مین نفس است اعتقاد مین پس است اگر ناز و روز و وج و زکوۃ

و فطرہ و قربانی و عقیقہ ترک ہو تو فکر نہیں مگر رسم مریخی ترک نہو جاوے
 اور پیر صاحب نے بھی ارادت مریخی کو موقع وقت پر غنیمت جانا مریخی
 ہاتھ میں ہاتھ ملا پالہ شربت کا پلا نقد بنیڈر ہاتھ کر تشریف فرماتے ہیں
 آئینہ حریر کامیاب ارادت ہو یا نہو بقول شخصے مرید ہستی ہو یا دوزخی
 نان و بطور سے کام ہے ایسے خود مطلبی زائد کی صفت میں فتح سعدی
 حلیہ الرحمہ فرماتے ہیں ۵

نہ زائد ارادہ مایہ دینا چو بستند آید و گیر بست آید
 رسوم مریخی میں افضل افضل سجدہ کا متقرر کرتے ہیں کہ پیر پالہ پلاتے ہی
 سر بسجود ہو جانا اور پیر صاحب نے حکمت عملی سے اجی ہان ہان کہتے
 ہوئے ہاتھ سر پر رکھتے ہیں اس ترکیب رعنت و مناہی سے
 ظاہر اطوعا و کرہا کچھ اقبال اور کچھ انکار پایا گیا اور باطن میں حسب منشاء
 کام نکل آیا ایسی خود غرضی مرشد و ن کی نسبت میں حضرت مولانا
 روم شہنوی جن فرماتے ہیں ۵

انے بسا البیس آدم روئی بہت پس بہر بہت نہاید او دست
 فار کا یہ لفظ پیر کے سنی پوچھ لیکلی اور مرشد ارشاد کرنے والا نیک بات کا
 اور مرید کہتے ہیں کسی کام کے بار اوہ کر سنے والے شخص کو اور مرشد
 کے درجہ سے کئی درجہ مان باب کا درجہ زیادہ تر ہے کہ رسول اللہ

صلعم فرماتے ہیں الجنت تحت الاقدام امہاتکم یعنی جنت تمہارے ان
 باپ کے زیر قدم ہے اور حضرت رسول اللہ صلعم کو خدا سے تعالے
 حکم کیا قتل ربّ ارحمکم باللہ ربی فی صغیرا اور کہو اسے محمد یا رب حرم
 کرو و نومان باپ پر جیسا والدین و دونوں نے مجھ کو چین میں پس ایسے
 درجہ والے ان باپ کی تعظیم میں خدا سے تعالے فرماتا ہے و انفض
 لہما جناح الذل من الرحمة اور چکا دے واسطے ان باپ کے بازو کا نہ ہون
 کی رحمت سے یہاں غور کی جائے کہ ان باپ کی تعظیم میں اولاد کو خدا
 حکم فرمایا کہ عجز و انکساری سے باز رہو چکا و ادب کی ہر چند یہ مقام
 رابطہ کلام سے سرچکا و دیکھنے کا تھا مگر اوتھالے علم قدرت سے معلوم
 کر لیا کہ اگر سر کا نام لیا جاوے تو خود پرستون کو بقول اونگتے کو
 ٹھیل نیکا بہانہ ہو کر دستاویز قوی دلیل سجدہ کی گردان کر صاف
 سجدہ ہی کرو والدین کے اور سجدہ تو خاص میرے ذاتی تعظیم کا مفصل
 ہے اور غیر کو حرام مطلق ہے اب دیکھئے ایسے درجہ والے والدین کو
 اور رسول خب را صلعم کو سجدہ کرنا حرام ہوا ہے تو مرشد چند باتیں اٹھا
 کر بنے والے کو کتب درست ہو گا نفوذ بالقہ منہا بعض خود پرستون
 نے حیل سازی سے دلیل سجدہ کی ٹھہرائے ہیں کہ مٹھی باندھ کر زمین
 اور مٹیانی کے درمیان میں رکھ کر سجدہ کر دین تو حرام نہیں کہلاتا

یہ تمکاروں کی مجلسازی احکام اللہ میں ہے ورنہ سرزمین سے نزدیک
ہونا ہی سجدہ ہے اور ادا ہونا رکوع ہے اور جو مسئلہ شرعی فقہ
کا ہے کہ سجدہ میں ناک اور پیشانی زمین کو لگنا چاہیے سو وہ ترتیب
ارکان نماز ہے ورنہ سجدہ تو وہی ہے جو سرزمین سے نزدیک ہو
خیال تعلیم سے

اگر چاہیے کہ حج جاوے تو فتنہ کی فساد تو یہ سرفوت کر لینا یہ شرک پر زاد
سجدہ اور طواف کی حرمت بر طبق الحق علیہ ولا یعلیٰ اکثر لوگوں کو معلوم
ہے چنانچہ بہت سجادگان و رگائجات کے اپنے بزرگوں کے قبروں
کو سالہ تمام سجدہ نہیں کرتے مگر ایام عرس سالانہ میں مریدوں نے جمع
ہوئے ہیں اور سال بھر کی تمنائی ملاقات دل میں جوش کھاتی ہے
اور مرشد کو بھی تعاضدے افتخار عرشہ دی و انگیر حال رہتا ہے مرشد
کے قدموں پر مرید گر پرتے ہی اچی بان بان کہتے ہوئے سر پر ہاتھ
رکھ دیتے ہیں اس طرز طوعاً و کرہاً سے برآمد مقصود طرفین میں ہو جاتا
اور چرخان کے شب میں سجادہ صاحب نے یہ تکلف لباس و جماعت
مریدان گہر سے قبر مرشد پر جلوس آراہوتے ہیں اور مرشد کو
مریدوں نے مقبرہ اللعیش گردان کر قبر کو مرشد اول سجدہ
کرنے کے منتظر رہتے ہیں تو مرشد کو لامع المروبت سے مریدوں

سجدہ کرنا ہی ضرور ہوتا ہے ایسے مریدوں کے بارہ میں مولانا رحمہ
قدس سرہ فرماتے ہیں ۵

این خوشامد گوی چندین البہان احقاصند احقاصند احقاصان
پیش و پس گردن چندین ناخلف چون خرابہ پئے آب و آلف
بزرگان دین جتنے گزرے اعمال صالح کر کر تقویٰ و توسیع راضیت
کرنے سے ہی مقبولان حق اور اولیا اللہ کھلاے ہیں زندگی میں اس
مراسم منسخر کی سے اُن کو انکار تھا اب اُن کی قبروں پر مشرکوں نے
کیا کیا کر کے تے ہیں اُس سے وہ بے خبر ہیں واللہ اگر مردگان
قبروں کو معلوم ہوتا کہ فلان شخص بے ادب بنے خدا کی ذات احد
حمد کے لایق کے ارکان ہمارے قبروں سے کر رہا ہے تو اُس کے
حق میں بد دعا کرتے کہ نہ دایا اس کا خرابہ کر دے مگر بے فہم
ہیں کہ خدا فرماتا ہے و نم عن دعائهم غفلون مردے زندوں کے
پکارنے سے غافل ہیں اکثر مسلمانوں کے شرعی کام میں بیہوش
شرک و بدعت کے بد اخلاقت اور صحبت سے ہنود کے مروج
ہو گئے ہیں کیوں کہ کافر شریک کار و مابرا سلام کا ہوا تو جو فصل
کہ اپنے بتوں سے کرتا ہے فی فعل بزرگان اسلام سے ہی ضرور
بی کرے گا۔ مولانا

کہو کیوں کرتو تو قیر شریعت گریں جب دین مین بیدین شرکت
 اگر خدا دین مین جب کفر و اسلام بہم کیوں جمع ہوں کیجاست دو کام
 بیچارے مریدان پر ارادت واسطے حصول سعادت کے پیر سے
 رجوع ہوتے ہیں کہ مرشد کی رہنمائی سے مقاصد دینی حاصل
 کریں اور پیران ام الدنیا گنت دم نما جو فروش کا خیال کہ کثرت
 مریدوں سے متاع دنیا پیدا کریں اور رسوخ پختی بڑھائیں پس لباس
 خرقہ و عبا کو نمائش زہد و تقویٰ کرتے ہیں اور قدر مہوس مریدوں کو
 فخر شینت سمجھتے ہیں اور شہرت پر زادگی کو باعث کثرت
 آمدنی نذر و ہدیہ عوام الناس کا اور فتوح مال و متاع کو زیادتی
 بیت الاساس کی اجاستہ ہیں اور بعد مرگ قبر
 پر اونچے گنبد اور عود و گل اور غلاف و پوچھیل اور سپر اٹاغ
 و شمل اور عرس و مندل سے ٹھاٹھ و تخت ہونے کی اس
 زکیت سے

اسے درونت برہنہ از تقویٰ کز برون جامہ ریاداری
 حاصل حکام مرشدی کا بار مریدوں پر ڈال کر خاموشی کی جال مین
 بند کر کہتے ہیں اور جس قدر مرید مال دار لے شکار و شہیت
 جاستہ ہیں خواہ وہ مرید مسلمان ہو یا ہندو غریبے کا نام نہیں

فقط مریدی کا نام اور دنیا کا کام نکل آیا تو بس ہے بہر کیف دستگیری
کا دام لگے مین خادم کے لگی رہے اور زرتخصیل نذر و نیاز خادم رعایا کی
تعلقہ ارادت کا دورہ جھبندی ہر سالہ مین وصول ہو کر بدو معاش
عیال ہو دے ازاں جا کہ پر صاحب حسب معمول شہاد سالانہ سفر وہ بدرہ کا
کرتے مین اور بیچارے مریدوں نے پر صاحب کا تشریف لا ناگزوش
سند سمجھ کر ناچار قرض و دام کی مصیبت سے ضیانت کا بار سر پر
لیکر مرغ و بکر اگلی شکر دانہ چارہ کے خسارہ مین آتے مین اور زرت
رخصت حتی المقدور نقد نذر گزربان کر قدم بوس ہوتے مین اور
پر صاحب ہاتھ سر پر رکھ کر دعا سے دعا کرتے کہ تشریف فرما
ہوتے مین مگر مرید کے اعمال سے خبر نہیں ہوتے کہ جس نیت سے
مرید ہوا ہے اوس ارادت پر عامل اور نماز روزہ پر کامل ہے یا نہیں
فقط نام فہرست مین مریدوں کے شریک ہوا تو بس ہے لیے خود غرض
زاہدون کے نسبت مین فرماتے مین

نقد صوفی تہمہ صافی بغیش باشد اسے بساخر قہ کہ شبائتہ تاش باشد
ارادت بندی کا لازمہ ہے کہ علم دینی اور خبائش الہی حاصل کرنے کی
نیت سے مرید نے مرشد کی تاش مکرنا ہے گریہ نا در طریق ہے کہ
مرشد ہی سے نیاز ارادت حصول دنیا مرید کی تاش مین وہ برہے پھر

مارتا ہے اور ہر قریہ و قصبہ میں دو چار مریدوں کو بنا رکھ کر سالانہ
 گردآوری میں سراسر فروکش اور طحالب خواب و غور کا مقام لگا رکھتے
 ہیں پس مرشد کی فیض بخشی مرید کو صرف اتنی ہی ہوتی ہے کہ یاوہگار مرثیہ کی
 شجرہ اسمائے ابا و اجداد و غویہ کا لکھ دیتے ہیں یہ اسی شجرہ کی شاخ ہے جو
 المشایخ جد فروش کے خطاب سے مشرف ہیں وہ فہرست سلسلہ جری
 سند مرغدی کہلاتی ہے مرید نے اوس کا فہرست کر مہرک جاکر عظیم
 اوس کی قرآن شریف سے بھی زیادہ کرتا ہے اور خلاف معطر میں رکھ کر ہر سال
 زیارت اوسکی بہ عقیدت تمام بہ تکلف عبود و گل و چمنیت و تجل کرتا ہے اور بعض
 جاہل بعد مرگ قبر میں رکھوا دیتے ہیں اس خیال سے کہ سوال منکر نکیر اور عذاب
 قبر کی آسانی ہو مگر نہیں سمجھتے کہ جن مردگان کے نام اوس فہرست شجرہ میں نہیں
 ہیں اوسکے قبروں میں بھی تو منکر نکیر ہی آئے اور اعمال کی پریشانی کا سوال
 کئے اور حسب جواب اوسکے مقام جزا و سزا کے تلاش کرتے ہیں کیا خدا کے
 حکم سے آئے ہوئے فرشتگان کسی بزرگ آدمی کے نام سے ڈرتے ہیں
 کہیں کہیں وہی ڈرے اور باز پرس کرنے کو آتے ہیں اگر کیلے کاغذوں
 سے اور ناموں سے ڈرتے ہوئے تو قرآن مجید کہ حسین سپہر ان میں اللہ کے
 نام اور صغیر رشک کے احکام اور اعجاز قبول علیہ السلام کے عظمت نام لکھتے ہیں
 ہیں اوسکو بادشاہان اور امرا و غیرہ قبروں میں رکھوا دیتے ہوئے مگر نہیں

کہ رکھو نا کبیرہ گناہ ہے اور بچے ادبی سے بزرگوں کے نام کو مٹی میں ڈالنا
 ہے صد افسوس کہ خرقہ پوشان کم فہم خلف الصدق اپنے جدا بچے کے نام مٹی
 میں ڈال دیتے ہیں ظاہر ہے کہ جناب رسول مقبول صلعم کے دست مبارک
 پر صد ہا اشخاص بیعت سے مشرف ہوئے ہیں دریافت کر لین کہ کنسی ایک
 کو خجروہ ملا ہے حاصل کلام مرشدی کا فرض منصبی یہ ہے کہ حسب اوقات
 خیر اندیش مرید کے علم دینی کی تعلیم دین اور نماز و روزہ وغیرہ احکام اللہ پر
 مستقیم رکھو انہیں اور شریک و بدعت کی بُرائی معلوم کر انہیں اور ذکر اللہ
 کے مقامات مراقبات میں مشاہدہ کرو انہیں تا فیضانِ محبت اور حضوری
 حضرت سے بخصائل نفسانی غرور و غصہ بغض و ریاض و کینہ چل و طمع
 کذب و غیبت نفس ہمارہ سے مرید کے دُور ہو جائیں اور صفاتِ مبراہ
 اصول انسانی اکل حال و صدق مقال خبر و شکر رضا و ذکر خدمت و طاقت
 تقویٰ و طہارت اختیار و قناعت تو حید و توکل تسلیم و تحمل اخلاص و علی
 احسان و مروت و علم و حیاء و دانت و امانت طبیعت میں مرید کے لئے لائیں تا
 قلب مرید کا سلوک ذکر الہی سے مسلوک اور انوار تجلیات و تفضیلات
 ذوالجلال سے سنور ہو جائے یہ تو خیر ہی خیر ہے بلکہ پیر صاحب کو بڑا انیشہ
 اس بات کا ہمیشہ جاگیرِ منیر رہنا ہے کہ مبادا کنسی مرید نے علم عقائد اور
 امر دینی اور امور شرعی سے خبردار ہو گا تو احوال و محرام کی تیز ہو کر فعلِ سیدہ

اور طواف قبر اور نیاز و نذر سے باز رہے گا جب تو زمرہ خادمی سے نکل جا کر
برادر دینی کہلا و گیا اور افتخار شجیت اور آمدنی سالانہ میں کمی اور برابر حاجات
میں تفرقہ واقع ہوگا مولف

فرق پیری و خادمی میں آئے مرتبہ مرشدی کا کم ہو جائے
غور کرو ابتدا سے ارادت مرید کو کہ مرشد سے دین و اسلام کی ہدایت
پائے اور مجاہدہ سلوک پرانے کی اور خیال کر و نیت مرشد کو کہ شیخ عالم
سے امر اور زرا کو سلسلہ خادمی میں لا کر جاگیر اور منصب ثروت و دنیا پیدا
کرنے کی بیان قول شیخ حسدی رحمۃ اللہ علیہ کا مصداق ہے

اے ہنرمندانہادہ برکف دست عیب ہار اگر منت زیر فضل
تاج خواہی بخیرین اے مغرور روز در اندگی بسیم و غل
لازم ہے حضرات خرقہ پوش کو کہ مزید بے شرع کو شہریت کی تعلیم
سے متشرع بنانا کہ متشرع ہی کو بے شرع بنادین مولف

پچھے پانی تہادس کو پہلے لئے کر ارادت پر کو پہچانے
اکثر مشائخین ریاکار نام کے صوفی فقیر بے ریا اور کام کے جاگیر دار
وزی منصب و فخر یابین اور افتخار شجیت میں شرف کنیت آل نبی اولاد
علی شہرہ قادری سے مشہور ہو کر ہو جاتے تو کل دھرو قناعت و فقر و ناتوانی
کے صاحب ثروت اور ولی نعمت کہلاتے ہیں اور دیکھا جاسے خرقہ و عبا

قبائے دیبا و اطلس و خواب لباس امیری سے فرش استخر جنت
میں پر خواب مین اور غریب و اجلاس ناقص العقل کو گھیر کر فقیر بن کر اپنے
منصب فقر و فاقہ قناعت و توکل کا باران بے علموں پر ڈال کر بلانے
مخمس کی مصیبت میں گرفتار لا کر حار و برکی صفائی میں اسلانی صورت
پر سے سنت رسول کی ڈاڑھی مونڈ کر محمدناشکل غشی گوشتا مین بیت کر
ہر کس و ناکس کے در بزر و عجز و مجاہد و ناچاری سے پیرا کر کسین و زبل
کے سامنے ہاتھ سپا کر بھیک مانگنے لگاتے ہیں ازانجا کہ مراتب فقر
اعلا و رجب کے ہیں یعنی تارک الدنیا ہونا اور حرص و طمع سے باز رہنا
اور شاہ و امرا سے لاپرواہ ہونا اور قناعت و توکل اور صبر و رضا اور فقر
و فاقہ اختیار کرنا طریقہ صوفیا کا ہے

ترک دنیا چھت امرو فقیر لاطع لبون ز سلطان و امیر
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفقر فخری فقیر او سکون کہین سکے
کہ جس کے پاس ایک روز کا خوراک نہ ہے و کمزور و ناتوان رکھے رات
کے کھانے کی فکر نہ کرے حضرات خرقہ پوش زمانہ حال کا نام فقیر تمول
امیر کا برکس توکل کے معاش جاگیر کو اور تکلف و تمول کو اپنے صرف
خاص میں رکھے ہیں اور فیض فقر و فاقہ نہا اور افلاس و محصدا کا بچار سے
مردیوں کو بخشے ہیں اور مصیبت گدائی میں گرفتار لا کر طویل کی

بلا سبب در پردہ الے ہین ان خرقہ پوش باطن کی نسبت میں شیخ
 سعدی علیہ الرحمۃ کتابوں میں بہت کچھ تعریف لکھے ہین از انجملہ ایک
 نقل ہے کہ ایک بزرگ نے عالم رویا میں بت ہدہ کئے کہ شیخ
 خرقہ پوشش روزخ میں اور بادشاہ خمر نوش بہشت میں پوچھے کہ
 سبب اس بگسی کا کیا عہدہ۔ کہے کہ فقریت سے تقرب بادشاہان
 کے و روزخ میں اور بادشاہ نیت سے خدمت فقرا کے بہشت میں ہے

اسے درونت برہنہ از تقویٰ کر تیر و ن جامہ ریاداری
 لفظ فقیر کا چار حرف سے مرکب ہے (ف) سے فاقہ رہنا (ق) سے
 قناعت کرنا یعنی جو کچھ ملا اس پر صبر کرنا (ی) سے یاد الہی میں
 رہنا (ر) سے ریاضت یعنی محنت سے حلال کمائی کہنا یا چار
 صفات جس شخص میں ہے وہ فقیر ہے

ترک دنیا نہ شہوت است نہیں پار مالی نہ ترک جامہ و بس
 فقر کی تعریف میں خدا سے تمنا کے فرماتا ہے للفقراء الذین مہم
 فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض وہ فقر اچھو گھر گئے ہیں
 اللہ کی راہ میں نہیں مانگتے پھر تے ملک میں لایسکون الناس
 الحاقاً نہیں سوال کرتے آدمیوں سے نہ پٹ کر افسوس میں نہ شایعین

سیادت مآب آل نبی کھاکر اپنے ہی جد کی شریعت کے خلاف
 بلکہ ضد میں خود رائی سے اپنی شریعت الگ ہی نکال لئے اور افعال
 گمراہی صریح کو طریق فقیری قرار داد کر لئے ہیں ریش و بدروت موٹیا
 طریق ہنود و گونڈائیوں کا ہے وہی دستور کو مشایخوں نے آپ اختیار
 کر لئے ہیں مگر بلا اجمال پر نازل ہوتی ہے نہ بال پر احکام نماز میں بستر
 کا ڈھانپنا فرض ہے اور غیر شخص کو بتانا حرام ہے یہ آل نبی شریعت
 نبی کے خلاف میں شخص رسول نما کو لنگوٹ لگا کر بے ستر فقیر محمد نام
 رکھتے ہیں انار کی چھڑی کو کپڑے کی چیری باندھ کر اُس کو لٹا نہ
 پیر کا مات میں دیتے ہیں وہ گدا سے بے نماز نماز کے وقت بجائے
 اذان کے چراغ و مسجد و محراب و ممبر کی آواز پکار کر وہ چھڑی
 بستر پر رکھ کر بجا ہے اللہ اکبر کہنے یا معبود کھ کر سجدہ مرشد کا
 کرتے ہیں اور اسلام کے طریقہ پر رکھا گیا نام بدل کر گلزار و معصوم
 داستان و ملنگ وغیرہ شاہ شاہ سے رکھ دیتے ہیں اور اسلام علیک
 کرنا سنت اور جواب دینا فرض ہے اور سلامتی خدا کے طرف سے
 ہے اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر دبا دینا ہے اور خدا تعالیٰ
 رسول پر کہا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا پر سلام کہئے ایسے فرض و سنت کو
 ترک کر دیکر عشق اللہ و دانا اللہ بجا ہے سلام کے اور سدا عاشق

بجائے علیکم السلام کے بنا دین تلخہ نکال لئے ہیں گنجائینا حرام
ہے اس کو حلال کر لیکر عاشقوں کی بوٹی مقرر کر لئے ہیں بھیک مانگنا
مسجد و آدمی کا کام ہے نوجوان قوی جسم طاقت دار کو فقیر بنا کر
نوکر کی اور مزدوری سے یا زبرد کر بھیک مانگنا طریقہ فقر مقرر کر لئے
ہیں حالانکہ بھیک مانگنا عین جہائی ہے ۵

دست دراز اپنے یک جسمیم یہ کہ میر ند بانگے و ونیسیم
حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ مانگنا برا کام ہے
اگرچہ مادر مہربان سے بھی ہو حاصل کلام فقیری دنیا سے بے پروا ہونا
ہے۔ لکن یہ فرقہ ضالہ زندہ مشربوں نے غیرت کو طاق میں رکھ دیا
بے جہائی سے بھیک مانگ کر فقیری کے رتبہ کو فیل کر دئے ہیں
کہ سرکس و ناکس کے در و کان پر بچ کر بلا لحاظ مسلمان و کافر کے
الفاظ مشرکی کہ فلان کا سایہ رہے اور فلان برکت دیوین اور فلان
آباد رکھیں وغیرہ الفاظ سے پکارتے اور ہر سفلہ و کمینہ کے سامنے
ہات پارتے پھرتے ہیں ۵

تن بیچارگی و گر سنگی بند و دست پیش سفلہ مدار
اسن طلت اور خواری سے بکتے پھر بھی کسی نے کچھ دیا اور کسی نے
جہڑ کسے دیا اس فرقہ ضالہ کی فرمت حضرت مولانا دوم فرماتے ہیں ۵

پیش ہر دن بہر چور و مسکینی اسے سگ ملون چہ عمو عسکینی
 سچ ہے کہ بھیک مانگنا انتہائی درجہ کی بے غیرتی اور آخر درجہ کی
 بددعا ہے کہ جہلا زیادہ غصے کہتے ہیں کہ خدا تجھے بھیک مانگنا نصیب
 کرے ۔ ہر چہ از دو نان بہشت خواستی کہ در تن افرو دی و ذہان کاہی
 دیکھئے قوم پارس اور انگریز اور مہاجنون میں اس بے حیائی سے ہنیک
 مانگنے والے بہت کم ہیں کم بخت ان بہکھاریوں کی خرابی تو دیکھئے کہ
 پیسے و مٹھی کی طمع میں پچھلی پہرات سے تمام روز پکارتے پہرات
 آئی تک پھرتے ہیں کہ آواز بیٹھ جاتی ہے نہ دن کو فرصت نہ رات کو رات
 نہ نماز و روزہ کا خیال صرف پریشان حال چلاٹے پھرتے ہیں نہ عید و نکلی
 نماز ملتی و نہ دوستوں سے ملاقات کی فرصت رہتی ۔
 پرالگ نہ روزی پر لگند و دل خداوند روزی بحق مشفق
 ان بہکھاریوں سے ہزار درجہ مزدور اور نوکر بہتر کہ وقت نوکری کا
 مقرر رہتا ہے صبح و شام اور رات کو فرصت ملتی ہے تعطیلات میں ملت
 اور ہر سال ایک ہی کی خصلت ملتی ہے عجب شرب گدا کا کہ خبر الدنیا
 والا خمرہ عبادت و ریاضت کا پیشہ و نہ عاقبت کا اندیشہ نہ شریعت
 کی پاس و نہ ستر پوشی کا لباس ۔
 کن زگر دش گیتی شکایت ادریش کہ تیرہ بجی اگر مہرین نسق مری

افسوس یہ ساری خرابی ڈالی ہوئی حضرات ہی کی برکت سے فیض طرفین
ہے کہ دنیا میں مرید گرفتار مصیبت اور آخرت میں پر صاحب پر باز پرس
کی آفت خدایا ان پیران پریشان ساز فقیران کو ہدایت شریعت عطا فرما
تعریف و اعجاز تکلف مقبور

خرقہ پوشان حریف ششم کو باطن زمانہ حال نے ثروت و نیامید
کرنے کی تدبیر گور پرستی میں قرار دیکر کسی ایک خود نمائی قبر کو تعلق
بردنی سے بچتہ و بلند اور نقش و نگار و غلاف و گل سے خلائق پسند کر
بقول پیران کی پرند مریدان می پرا بن بند درگاہ شریف سے ششم ہو
اور پرستش گاہ عوام سے مقبور کر دیتے ہیں عوام الناس میں مرض
شرک تو بھرا ہے ہیٹر یا حال سے ایک دوسرے کو دیکھ کر سجدہ و
طواف سے جھکتے اور نذر و نیاز کو دھوم سے پیش کرتے ہیں اور
مردہ کو زندہ درگور سمجھ کر بجائے فاتحہ درود کے آداب و تسلیم
بجالاتے ہیں اور عورتوں نے تو کوئی درجہ کفر کا باقی نہیں رکھتے
حدیث شریف ہے لعنت اللہ علی زیارات القبور اللہ کی
لعنت ہے قبروں کی زیارت کرنے والیان عورتوں پر حاصل کلام
تمامی صفائین قرآن و حدیث سے صاف و صریح مالعنت قبر پرستی
کی بے نقیب و مزید آئی ہو حقیقت یہی ہے کہ پروگار حاضر و ناظر و

تسار مختار و مالک کے قدرتی کام مردگان میں سمجھنا کفر ہے
 بلکہ لفرمان خدا سے تمنا لے و بدالشیعوں آیان میثون اون مردگان کو
 خبر نہیں کہ ہم کب قبروں سے اٹھائے جاوین گے اور برطبق و القدر
 خیرہ و شرہ بن اللہ تلے تقدیر نیکی اور بدی کی اللہ ہی کے قبضہ
 قدرت میں ہے کسی غیر اللہ میں نہیں اور جہ بزرگان دین کا مقولہ ہے
 الاول ہو اللہ والاخر ہو اللہ الظاہر ہو اللہ و الباطن ہو اللہ قبل کل شیء ہو اللہ
 و بعد کل شیء ہو اللہ پس یقین ہو گیا خدا کے فرمان سے اور رسول اللہ
 صلعم کے ارشاد سے اور اولیا و کرام کے اقرار سے کہ سب قدرت
 اللہ ہی میں ہے اور غیر میں سمجھنا کفر ہے اب یہ سجادگان مقابر اور مجاوران
 درگاہجات نے فردن پر ادبی گنبد چونہ پتھر سے بلند اور قبر و استخوان
 سنگ مرمر سے دن پسند اور قنادیل و شاہ سیانہ و غلاف کار چوبی
 شعل محلی کا کار بند بنا کر پر وہ فریب کا جھنڈا کے آنکھوں پر ڈال کر نذر و دعا اور
 طواف و سجدہ کے بلا میں گرفتار کرتے ہیں اور خود بہ بتول و سنہ
 عذاب آخرت میں گرتے ہیں چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ شکایت گنبد
 میں کتاب گشتان میں حکایت لکھے ہیں کہ ایک بادشاہ زادہ فقیر زادہ
 سے دوستی رکھتا تھا ایک روز آپس میں دنگی کے نشانہ زادہ نے کہا کہ
 میرے باپ کو قبر پر کسی ادبی گنبد سنگ بست اور کس طرح پختہ

و محنت ہے اور تیرے باپ کی قبر و مسجد میں سے نرم و نادرست ہے
 فقیر زادہ نے کہا کہ سچ تو ہے مگر ربیوم النور و فتح فی الصور میں میرا
 باپ ایک ہی کروٹ میں آسان و مومن اور کھڑا ہو رہا ہے گا اور تیرا
 باپ ہندو گنبد کے پتھر میں دب کر چلنا چور ہو جائے گا اور
 مقتضای عقلمندی ہی نہیں ہے کہ ایسے فریبے دنیا سے دور روزہ میں
 بفرمان و ما الحیوة الدنیا الامتاع العز و بہر حال دنیا کچھ فراغت سے
 گزر جائے گی مگر آخرت ابداً ابد میں بہت ہی سخت و مشکل پیش آئی ہے
 مرد آخر میں مبارک بندہ نسبت بہ اب را مقصود قبر پر فاتحہ و درود
 سے ایصال ثواب کرنا یہ حکم شرعی اور لازم احسانِ بشری ہے مگر
 اس احکامِ آخری میں التزامِ شرک و بدعت فاجری شریک نہ ہونا چاہیے
 کہ بدعتی لوازمات کے التزام سے ثواب فاتحہ و قتل و درود کا
 مقصود ہو جاتا ہے عوام کو تمیزِ افعالِ امر و نہی کی نہیں ہے کہ جائز کون
 فعل ہے اور ناجائز کون فقط اور کو اتنی ہی سمجھ ہے کہ یہ بڑے بڑگوار
 کی عزت ہے اس کی تعظیم کرنا چاہیے مگر افعالِ تعظیمی کی بھی تمیز نہیں ہوتی
 کہ بعض مراتبِ خدا سے اہد و صد کی عبادت و تعظیم کے کیا دار کلام میں
 اور اس کے بندگیِ تعظیمی مذاہج کو حسب مراتب کس کو اور ادب کرنا
 اور ان کی شان میں کیا الفاظ کہنا چاہئے کہ بعض مراتبِ کمزور و ذلیل

عظمت و شانِ خدایت کی علحدہ ہے کہ وحدہ لا شریک لہ ہے نور
رسالت کے مراتب دوسرے ہیں کہ عہدہ و رسول ہیں اور صحابہ
کے مدارج اور ہیں کہ صدیقین ہیں اور شہداء کے مناصب اور
ہیں کہ وہم عند اللہ یرزقون ہیں امامت کے مقام اور ہیں کہ دین محمدی
کو بڑا زور دے ہیں اور ولایت کے مناقب اور ہیں کہ لا خوف علیہم
ولا هم یخزنون ہیں اگر ان مدارج میں افراط و تفریط ہو تو بے ادبی ہے
۵۔ بے ادب را یہ مساوات بقا منزل نیست بخیر یا خیر اسی حفظ مراتب
میں فرق نہ کرنے کی تاکید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تتخذوا قبری
عمیداً ولا یوکم قبوراً یعنی میری قبر پر کچھ تکلف مت کرو اور تماری قبروں
میں نہ دو و نیاز کر کہ قبرستان مت بنا لو اور کتاب مالا بد منہ کہے باب القبور
کامسک ہے کہ انبیاء و اولیاء کے مزار کو طواف و سجدہ کرنا اور نذر کرنا
اور دعا چاہنا حرام و کفر ہے اور کبر سننے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت
کئے ہیں اور اپنی امت کو یہ افعال قبروں سے نہ کرنے میں بہت تقید
فرماتے ہیں کہ ایسے افعال سے میری قبر کو بت مت کرو۔ ظاہر اشخص
جابل مرہ کی قبر پر انسی چار فعل سے کوئی یک فعل کرتا ہے کوئی سجدہ
و طواف کرتا ہے یا کوئی کچھ نذر رکھ دیتا ہے یا دعا مانگتا ہے کہ فلاں
ماجبت ہر لاؤ یا خدا سے عرض کرو یہ سب افعال قبروں سے حرام ہے

کہ کوئی مردہ ذات خود سے تو حاجت برابری کیا کرے گا مگر خدا سے
 دعا ہی نہیں کر سکتا کہ خدا خود ہی حاجت برابری سے اور دعا کرنا والوں
 سے زیادہ احوال بندوں کے خدا ہی جانتا ہے اور دینی امور میں دعا کرنا
 یہ خاصہ پیغمبروں کا منصب بھی روزِ شریف میں ہے اور سرِ شفاعت جو حضرت
 ختم المرسلین کرین گے سو بھی باجائز خدا ایماندار بندوں کی کرین گے
 اور قبروں کے مردے تو زندوں کی دعا سنتے ہی نہیں کہ خدا سے تعالے
 پیغمبر خود کو فرماتا ہے و ما انت بمسئوم من فی القبور اور نہیں تو اسے محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے کہ مردوں کو وہم عن دعاہم غفلون اور وہ مردے
 پکارنے سے ان زندوں کے غافل ہیں اموات غیر احياء و المیتون
 ايان یحیون مردے قبر میں زندہ نہیں ہیں ان کو خبر نہیں کہ ہم خود
 ہم قبروں سے کب اٹھائے جاویں گے ایسی کئی آیات و حدیثات
 مردگان کو سماعت نہونے اور بذراۃ تہانے اور دعا نہ چہنے کے
 بارہ میں ہیں مگر نظرِ طوالت عبارتِ مشتے نمونہ پر اکتفا کیا ہوں
 اس سطرِ آمدنی نذر و نیاز قبروں کی مجاوروں کو لینا حرام ہے
 اس بارہ میں متعدد حدیثات و اردو میں از انجد کتاب در الحث
 ہا مسئلہ دلیل قویٰ لسن ہے۔ ان التذکر الذی یقع الاموات
 من اکثر العوام علی مزارع الاولیاء الکرام تقرباً الیہم فی الاماکن

باطل و حرام لایحور لایمور و الشیخ اخذہ واکلہ و تصرف فیہ بوجہ من الیہ
واقعی جو اشیاء نذر کے علو آم جہاں نے پیش کرتے ہیں سبزرگون
کے قبروں کو بطریق پیش نظر واہ بالاتفاق تمامی علماء معتبر کے محض و
حرام ہے اُس درگاہ کے خادم کو اون اشیاء نذر کا لیتا نہیں
جائز ہے اور کھانا یا تصرف کرنا کسی وجہ سے یا کسی سبب سے
ہو درست نہیں ہے اور کتاب بحر الرائق میں اور کتاب دلیل الصالحین
میں بھی اس طرح کی عبارت حرام و ناجائز لکھا ہے کہ لایحور لایمور و الشیخ
اخذہ واکلہ نہیں جائز ہے خادم درگاہ کو نذر کا مال لینا کھانا اب
کیا جواب ہے سبھاگان خرقہ پوش اور مشائخان جہد فروش کا جو قبروں
پر تکلف کر کر جاہلون کو دام فریب میں گھیر کر ثروت دنیا نپیدا
کر لیتے ہیں اور آخرت کا وبال سسر پر لیتے ہیں اگرچہ اس دنیا سے
چند روزہ میں کچھ مزہ تو اوٹھاتے ہیں مگر آخرت کی مدت تو ابد
ابد ہے خدا جلنے وہاں کیا مصیبت بہرتے ہیں شیخ سبیدی علیہ الرحمہ
بدو عادی تے ہیں

مبادا دل آن فرمایہ ہتاد کہ از ہر دنیا و ہر دین نباد
اسمدار باب شجیت اب بنکے جناب نفس یہ ہے کہ میری صاف
گوئی پر پڑا نہ بنیں اور مجھے اتنا غیر خواہ جانین المؤمن مرآت المؤمنین

۵
ان
لنا
ت
گے
لے
چشمہ
روے
شیخ
نود
عدیات
کے
ہوں
رام
غفار
رات
یا الایح

مسلمان آئندہ مسلمانوں کے عیوب بتائے گا اہل اسلام
 کی ہمدردی سے اہل اللہ بیان کیا ہوں مگر الحق مگر حق بات تلخ ہے
 دوست انت کو عتاب دوست ہاتھ آئیٹ رو برو گوید
 نہ کہ چون شانہ ہزار زبان پس سر زنت سو ہو گوید
 صاحبو یہ مرا ششم کی نہایت ہی بدین اور گناہان اوس کے بعد
 ہن جن جاملوں کے دل میں سوحدون سے کد ہے یہ میری حق گوئی
 اُن کے جگر میں تیر جگر و اللہ لعل المظ من المصلح اللہ تعالیٰ
 غوب جانتا ہے صلح کرنے والا کون ہے اور کون مفسد ہے موف
 یہ تصانیف سامشہ کے اولین جاکر مکان میں منصف سوحد و شہوار
 جتنی کے چشم علی کا یہ ہے حل البصر قدر اس کی ہی سکیو جو اولی الالبصار
 زعفر و زرگر رہا جو ہر شتا سدر جوہری جو ہر تالیف تو عیدم سوحد شتری
 افسوس کہ مشہد کون نے احسانات پروردگار کے جو بندوں پر
 سراپا دیا وین من مقدر من سب فراموش کرتے ہیں اور
 مخلوق نہیں خود کے خیالی احسانات کو دل میں یقین کر لیتے ہیں
 وہ احسانات ہی بخیر خدا نے قسمت میں فر کئے کے زندوں سے
 سرزد نہیں ہوتے اور مردوں سے تو کسی طرح کے احسانات
 ممکن ہی نہیں صرف جہلا کے خیالات باطلہ ہیں اور وہ سوحد شیطانی

کہ فلان برکت دیتے ہیں اور فلان کرشمہ بشی کرتے ہیں ظاہر ہے کہ بلا توفیق
 خدا سے تمہارے لئے نذر زہر مرہب کچھ دے سکتا و نہ مردہ لے سکتا
 صحیح تدبیر الصیال ثواب کی یہی ہے کہ خالص خدا نام پر بغیر التزام و رسم و
 و بہت فرح ہو یا محنت یا زلف یا اشیا یا دو گانہ نماز نفل یا ختم قرآن و درود
 کو خدا سے شکر کے ذکر کر دیکر کہیں کہ خدا یا اس کے ثواب جو تم کو ملنے والا
 ہے اس کو میں فلان کی روح کو بخش دیا تو تیرے حبیب کے طفیل سے پہنچا
 دے تو خدا اپنے فضل و کرم سے پہنچا دیتا ہے مخفی نہ ہے کہ جب خدا
 کا واسطہ درمیان میں آیا اور قبولیت میں ہی خدا ہی کے اختیار میں رہی تو
 حسب الحکم خدا موافق شریعت رسول اللہ کے سب کار و بار ہونا پڑا
 کیونکہ جب تک منظور خدا نہ ہو سب راہ ثواب کا نہیں ہوتا جب کہ کچھ راہ
 ہی موجود نہیں تو بخشش کیا میں بلکہ بغیر رسوم کے گناہ کا عذاب منع ہو
 سنہ کی ذات پر عود کرتا ہے موبلف

بزرگوار دن پر رحم حق لبس نہیں ضرورت ہے عود و گل کی
 اگر خدا کے غضب میں ہوں تو غلام و چادر مشال جل کی
 معلوم نہیں کہ یہ رسم عرس و صندل کا اس ملک و کن میں کس جاہلی نے
 نکالا ہے کہ بدعتیوں کے سم کا در و بچہ جوئی صندل کا استعمال کئے
 کم نہیں ہوتا ورنہ کہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بزرگوں کے قبروں پر

نہیں ہوتا ہے

نرو و در سہرند پس از مردن ہم چہ سرگوردینجاست لہ صندل محتاج
البتہ یہ رسم صندل کا ہنودوں کے فحبت کا اثر ہے کہ وہ قوم مردوں
پو جانے کے وقت اپنے جسم کو اور بت کو لگاتے ہیں جیسا مسلمانوں
نے ہی وہی رسم ہنودی اختیار کر لے ہیں ورنہ اسلام میں عطر و سر
نزدہ لگانا سنت ہے اور مردوں کے قبر کو منع ہے صندل کا رواج
اسلامی نہیں بلکہ مشابہت ہنودی کی ہے شاید کسی جاہل نے ابتدائین
عورتوں کی رائے سے کسی قبر کو لگایا ہو گا رفتہ رفتہ ریاکار گور پرستوں
نے تکلف قبر پر ہونے کے لئے مثل ہنود باجا جانا لگایا ہو گا اب تو
مزید سے بران ذی نشنون نے مطلوبہ سرکاری جمعیت دہاتی وغیرہ
صفت ملنے سے زیادہ تر دھوم دھام نوبت و تقارہ ہجوم خلافت سے
اور شعور و شہر آتش بازی سے لیجاتے ہیں تا اونی قبر کا تکلف و
فخر بدرجہ اعلیٰ بڑھ جائے اس ٹھٹھا و تجمل نا جائز سے کچھ تمیز نہیں
ہوتی کہ یہ تکلف و جلوس شادی کا ہے یا برسی حضرات کے دادا دادی
کا ہے مولف

ہم ہے تو بہت تہنیت غم و شادی ہوئی ثواب قل و فائز کی برابری
یہ بہت ہنودی ہے کہ اس قوم میں پابندی ضابطہ مذہب کی نہیں

سے سن مانی قومی اموات کے نعشوں کے ساتھ دفن و شگب و بجا
 بجاتے ہوئے پہولون کی چادر اوڑھا کر لے جاتے ہیں یہ سیمان
 بے شریعت بدعتی ملت ہی صندل اور پہولون کی چادر نوبت و تقاضہ
 ثبور و بالسنی بجاتے ہوئے ایصال ثواب ارواح کی نیت سے
 لے جاتے ہیں مولف

کچھ نہیں فرق ہر دو ایک تھون طرز تقریر و وسعہ یک مضمون
 بھی کیا غریب محوش غرق پوشان کا ہے کہ ہر شہر و قصبہ کے مشائخین اپنی
 سلوٹ کا ہون میں یک حجرہ آثار شریف سے نام زد کر رکھے ہیں مثل
 ہنود کے طاقچہ پر ردہ ڈال کر صندل بھری ٹیپہ میں اپنی ڈاڑھی کبال
 رکھ کر سوارک سے متہور کرتے ہیں عوام بھلا کو کہاں تشریف حق
 کرنے کی کہ یہ بال کسکا ہے بلکہ بالو ہب اس پر فاتحہ درود پڑھ کر دست
 بوسیتے ہیں کسی عاقل نے غور نہیں کیا کہ رسول اللہ صلیم کے ریش
 و پروت مبارک ہی کے بال یقیناً ہیں تو تیرا سو برس پہلے بعد اس
 ملک میں کیسے آئے اور کس نے لایا اگر میں ہی تو بال و کمر پر اور
 جو تا و عصا و عیزہ اشیا پرستش کے قابل نہیں ہوتے اس پر مباحثہ
 چڑھنا ممنوع ہے اور ریش و پروت تنکے موئی مبارک کس کثرت
 سے نکلے ہوں گے جو ملک خدا کے لکھ لکھا بلا و قصبات میں تقسیم

ہو گئے ہوں گے جو کہ حیات شریف میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اسناد ابواب شرک میں بڑا انتظام تھا کیا موسے مبارک وغیرہ کو پیش
 کرنے کو کہا جائے دیتے تھے صرف کہ خرقہ پوشان کا ہے کہ ہا لون پر نام
 رسول کا رکھ دینا اور کوئی ایک کپڑے پر نام دہنی خاتون جنت کا کچھ دینا
 اور نقاشی کے ہاتھ سے کاغذ پر تصویر آدمی کی لکھوا کر صورت رسول اللہ
 سے نسبت دینا اور ہر سال ربیع الاول میں یہ تکلف نمود کر کے علم
 مردوزن کو رجوع کروا کر ہا لون سے سجدہ اور زوی مشون سے فاتحہ
 اور دست بوس کروانا یہ سب فریب و دغا واسطے تسخیر عوام کے
 مشائخین کا ہے ورنہ نقاشی نے حضرت پیغمبر صاحب کو کہاں سے پہچان
 جو تصویر اتار لیا خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاندار شی کی تصویر کو دیکھتے
 حرام فرمایا پھر اپنی تصویر کیسے اتروائی اور حضرت خاتون جنت کو
 اس قدر لباس زائد کہاں تھا جو ان کی دامنیاں ہفت اقلیم کے
 مشائخین کو پستش کے لئے دست برد ہو گئیں ہوں جو ہزارا فضیلت
 و بلا میں تقسیم کر لئے ہیں خدا یا تو ان خرقہ پوشان گندم ناہو فروش
 کو ہدایت و حیدر الشریع کی نصیب کرتا کہ جائے مگر کو اتار کہیں سے
 اسے درونت برہنہ از تقویٰ کنزدن جاسے ریاداری
 ورنہ لا عوام الناس ایصال ثواب مردخان کے رسوم الشریعہ میں

رسم بدعت مولود خوانی کا ایجاد کر لئے ہیں یہ رسم حماد بن
 حال میں رواج پایا ہے مولود آدمی کی پیدائش کے ذکر کو
 کہتے ہیں زمانہ حال میں کسی شاعر عرب نے تعریف میں شرف
 تولید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اشعار قصائد منظوم تو ضعیف
 حسن عادت خیر و برکات میں اور ثنائے پاک ذات میں اور
 وصف انوار و جمال میں اور صفت منور چہرہ و گال میں اور
 مدح مشکین و مطہر بالی میں اور تعریف سنگ وندان گمشال
 میں حسب عقاید شریعت احتیاط سے الفاظ شرک و کفر کے
 اشعار قصائد اس لحاظ تہذیب سے لکھا ہے کہ کوئی لفظ افراط
 و تفریط کا حفظ مرا تب سے نہ بڑھ جائے اور حد بشری سے
 فوقیت نہ کہتا ہو لکھا ہے اور زبان عرب میں الفاظ مشرکی
 کا استعمال بہت ہی کم ہے ان قصائد کو اعراب باادب
 و طہارت بطور تذکرہ حسن بے اجرت پڑھتے ہیں
 فی الحقیقت اگر ذکر صحیح و شرعی ہو تو خیر ہے مگر اعجاز
 اشعار بالیف و تو ضعیف بشر کا قادت قرآن شریف سے
 زیادہ نہو اور التزام بمضامیر و عقائد طرز سکھ و لغت سے
 نہ پڑھا جائے کہ شریعت میں رائج حرام ہے اور پڑھنے والا

۵۰
 شخص صالح ہوشیار رب و خا مرنہو اور ایصال ثواب کی عظمت
 کلام الہی سے زائد سمجھیں کہ یہ اشعار تصنیف اللہ ان کریم
 مع الحظاء والنسیان کے ہیں اور آیات قرآن کلام الہی اور اعجاز
 رسول مبینان کے ہیں اور اشرف المولود اور افضل
 از درود ہے اور ایصال ثواب اُسکا مقبول رب الوود
 ہے ایسے متبرک تداوت قرآن کو ترک کر دیکر بندوں
 کے اشعار اور بغاوت گفتار پر جکتے ہیں اذ انجا کہ وہ
 قصائد عربی و رینولا اس ملک میں پیورج گئے ہیں واد ہیز
 تو شعراے دکن سپر میسکن نمصدات اشعار متبع ہم لغاوت
 بلحاظ الفاظ توحید و شرک اور بغیر تمیز حفظ مراتب الفاظ
 افراط و تفریط نمودر اسے بنے جو مضمون کہ طبع غاؤن میں
 آیا اور جو مطلب کہ ذہن ناقص میں سمایا جائے تیز تلازمات مشرک
 اور بغیر احتیاط الفاظ ملحدی لکھ رہے اور کہتے ہیں چاہے
 کیا شخص کا شعر ہے ۵

محمد لطیف تراز حق جدائی و لیکن یہ باطن خدای غالی
 اگر پیدا مینے میں ہوا ہو تا تو کیا ہوتا
 میں اپنی آنکھ تربت پر ملا ہو تا تو کیا ہوتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لجا جھکو دیکھو
سیرت اعیان نامہ کے گناہوں کو ٹھانویو
ایک نے اوسکا جواب دیا ہے
مدینہ کو بجا خالی ہوس کرنے سے کیا ہوتا
یہ جھوٹا شعار نکلتے سے کیا ہوتا تو کیا ہوتا
سیان کا شریعت کیا کیا ہے جو وہاں جا کر
عمر بھر آنکھ تریبت پر ملا ہوتا تو کیا ہوتا
خوشامد مکر کی باتوں سے حضرت خوش نہیں ہو
شریعت پر بھی مبت کیا ہوتا تو کیا ہوتا
غرض ایسے ہی اشعار حاشا قتی لکھ کر رسول و مدین داخل کئے ہیں
جن اشعار کے نسبت حدیث بشریف الشعر مزامیر الامیر
مصدق پہنہ غور کرو ان شاعران نبی کے اشعار کو اور تصور
کر و کلام الہی اور اعجاز رسالت پناہی کے منزلت و وقار کو
کہ یہ کلام ان اللہ بانغ امرا اعظم العظماء قدرت الہی کا ہے
اور وہ لغوی نہ انگری انسان ناقص الافہام و فکر تباہی کا
نہ مولف
انکہذالت عروض و مضامین بحجر نہ میزان و نوشتہ کتاب

شہرک ز تو حید ندانست کس
 شاعری لنوی و بغی ہست پس
 فرق کمروہ بخدا و رسول
 رتبہ دو کردیکے بوالفضل
 شعر کہد فقیر حرم آمدہ
 این ہمہ ابیات عوام آمدہ
 نسبت شعر کہ شکایت فرود
 آیت یتیم ز غب و ن بود
 مبر صادق در تصدیق سہنت
 شعر مزامیر زالمیس گفت
 شعر بخدا کہ پسند خدا هست
 زان تہا میزت رحمان نداشت
 شعر علی گفت حسین و حسن
 کعب و انس گفت و اولی قرآن
 شعر کہ خان عرب گفتہ است
 سید کونین پذیرفتہ است
 زانکہ بنی شعر پذیرہ انمود
 خرمی ز افرات و نہ تفریط بود
 شعر توحید خدا گویا
 ہست ز اشعار فضولی با
 عوام ناقص الاقیام باوصف ایسے قرآن عظیم الثان کے ثواب
 بے حساب سے بے قدر ہیں اور تعظیم تلاوت و تحمید کلام اللہ
 کو جو افضل ترین مولود ہے بہول گئے ہیں اور اشعار زبان
 انسان کی تعظیم کو مکرم کلام اللہ سے بڑھکر تکلف و فرسش
 قنادیل سے مسور اور عود و گل سے منظر کرتے ہیں بسبب
 یہی کہ قرآن بغیر سادہ الحان کے بے تکلف جوق و جماعت کے
 باادب و طہارت سے آہستہ پڑھا جاتا ہے اس سے

حظ نفسی نہیں اٹھتا اور یہ اشعار غوغا سے شور و پکار اور جماعت کی
 بلند لکڑی سے پڑے جاتے ہیں ریاکاروں کو اس غوغا سے غرضی
 شہرت کی ہے کہ ہم بھی ایسا خرچ کئے اور جوان مزاجوں کو
 ہزل حاصل ہوتا ہے اور طاعنین مجلس کو چاہے و شربت سے
 تواضع کیجاتی ہے اور بڑی غرض شیطان کو کہ ارواح مسلمان
 کی ثواب عظیم قرآن سے محروم رہے اور جزا اشعار سندی
 پر رنٹ و گدشت ہوتے اگر نظر انصاف اور اسلامی اعتراف
 سے دیکھیں تو بھو ثواب کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور درود
 شریف اور سورہ الفاتحہ و اخلاص کے پڑھنے سے حاصل
 ہوتا ہے وہ کثرت اشعار میں نہیں ہے مگر یہ قدر ایماندار کو ہے
 ناقد روان کے نزدیک سب یکساں ہے القصہ ظاہر انام
 مولود خطاب رسول اللہ کا مگر ضمن میں اس کے تعریف باو شاہ
 کی اور قصہ داعی حلیمہ کا اور حکایت مسلم کی اور بیان امیر حمزہ ^ج
 کا اور قصص اولیاءوں کے اور داستان محمد صنف کا اور حکایت
 لال بی و صفربابی وغیرہ کی بشریکہ مولود کر دئے ہیں پڑھنا
 و اسے عقلمندوں کی نظر نقط تکلف اور غوغا پر ہے مگر غور
 نہیں کرتے کہ ایسے یقینوں سے کیا ثواب حاصل ہوگا جو ایسا

کرین اور پڑھنے والے تمام شب تصانیف فقط ولادت رسول اللہ
 صلعم کے کہان سے لاوین گنگے کہ عربی قصاید اصلی تہو پڑے
 ہیں۔ است تمام سب نہیں آتی بہر حال چند کہانیاں اور حکایت
 سے خوگیر بھرتی کر دیتے ہیں ذرا انصاف کر ذکر ایسے قصید
 کہانیوں سے کیا ثواب ایصال ہوگا اس سے مناسب ہے
 کہ ایک دو گانہ نماز نفل پڑھ کر اور حج کو بخشین تو ہزار اشعار
 سے افضل تر بخشا لیں ثواب ہے موقوف

اشعار شاعران کی کس حساب میں . . . جنکو نہیں تمیز ثواب عذاب میں
 بدعت کی کچھ تمیز نہ او کو خیال ترک توجہ کیا ہے چیز کہ دیکھے نہ جواب
 اسے صاحب چھپس سال کے ماویر کس اہل اسلام سے مراد
 کے ایصال ثواب میں چند قبران شریف حق المقدر ختم
 کروا تے تھے اور وہ پڑھوالی وقف تھی کہ پڑھنے والا اللہ
 پڑھتا اور پڑھو الے والا کچھ نذر اللہ نذر کرتا وہ تہوڑا تواضع
 کرنا بہت بڑا ثواب حاصل تھا اب یہ قصاید روایات کا نتیجہ
 دیکھو کہ دس مہینے روپیہ ایک شب میں خرچ ہوتے ہیں اجرت
 مقررہ و ثقیں فقیں شریفہ فائقہ مشہور و نامی کو شہرت
 ملاک و غنا اور لہجہ الانا تلاش کر کر بے لبتے ہیں اور پڑھنے والا

مزدوروں نے اپنی شہرت پڑھنے کے لئے بلند آواز آنا پ
سے گاتے ہیں اور آگ و ترانہ شرع شریف میں بھلقہ فرم
ہے اور خصوص ذکر خدا و رسول میں تو بالکل ہی حرام ہے صد
افسوس کہ مسلمانوں میں کچھ سی پاس شرع شریف کی نثری اگر صاحبوں
کو خاص ذکر اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ایصال ثواب
ازواج مردگان کرنا منظور ہو تو کلام شریف ہی میں بہترین ذکر و ثواب
و معجزات اور حسن العادات جناب ختم الانبیاء اور حسن التفصیل
پیشبران جلیل القدر علیہم السلام کا ہے کیا کہ باوجود اید خدا سے تعالیٰ
نے بہترین وجوہ سے تصنیف و توفیق کیا ہے اور درود شریف
تو خدا سے تعالیٰ نے خاص حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
مقدس پر امت کو پڑھنا فرض کیا ہے جب اس مرتبہ کی
فضیلت ایصال ثواب کی جیسی کہ ہوئی چاہئے تھی وہ ہے اور
خدا و رسول کو ہی پسند ہے تو ہر یہ امت حضرت صلعم کی کیوں
فرضی ختم قرآن کو ایصال ثواب نہ کر کر رسم بدعت طایفہ جماعت
سے دھوم و دھل میں مبتلا ہوتے ہیں اصل سبب اسکا یہی ہے
کہ قدر و منزلت قرآن و درود کی جانچ نہیں اور اشعار لغوی کو
ہی بلا غور حقیقت اور بغیر تمیز فضیلت فقط نام مولود و سپر ادراک

اللہ
سے
ن
و
ہے
ار
ن
و
تین
جان
تم
للہ
اضع
سے
ت
ت
د

دوسرے کی دھوٹ پر ایصال ثواب سمجھ گئے ہیں اگر تصنیف
 رکنی اشعار اُردو و فارسی ہی میں ثواب سمجھے ہیں تو یہ تصانیف
 نویس شاعران کم علم و ناواقف قرآن و حدیث میں کیا توفیق
 رسول کی جو حق قدر رکھتے تھے کہ میں گے وہ علماء و فاضل آیات و حدیث
 کے حامل علم میں کامل مولوی مولانا روم معنوی نے فتویٰ میں
 اور شیخ سعدی گلستان و بوستان و کرمائین اور قاضی شمس اللہ
 صاحب نے کتاب الما بیدینہ میں اور ملائسن کاشفی اخلاق
 محسنین وغیرہ میں اور جامی و نظامی صاحب کتاب یوسف و زلیخا
 و سکندر نامہ میں رحمت اللہ علیہم اجمعین جنگوشواری و تلامذہ الرحمن
 کہا جائے گا کہ اس علمی سے سداک و رغبت رسول صلعم کو
 رشتہ نظم و نثر میں زیب التحریر کئے ہیں وہ اصل مولود
 تصانیف علماء و معتبر اور فضلاء سے علامہ الدہلوی کے پڑھ کر ایصال
 ثواب اور وارج مردگان کرین تو ان کم نام شاعران فی قلوب ہم
 زینت برج فہمون کی تصنیف سے ہزار درجہ ایصال ثواب
 میں افضل ہے مولف

وہ عالم ہیں نہ جاہل نام جسکا
 کلام عالم و جاہل میں ہے فرق
 رواج اسکا نہیں ہی رسم اسکا
 طلبہ کے آگے کیا رتبہ ہی رسم اسکا

اصل سبب اس کا یہی ہے کہ جماعت باہمی دروادی کی طرز
 راگ و غنائیں لطف سماعت کا اور تجل کا اٹھتا ہے اور قرآن
 شریف یا لغت کتابی تصنیف کو سادگی سے پڑھنے میں محظوظ
 نہیں اٹھتا اگر صاحبزادوں کی سمجھ میں یہی اشتعالی عوام کے رسم
 مولود خوانی میں متبرک نظر آئے ہیں تو حضرات مغزین خودی
 ذات اصالت اور ذائق فصاحت سے کیوں نہیں پڑھتے کہ
 طاہر و عابد و قابل کا پڑنا جماعت ناقابل و جاہل و بے تہذیب
 و نشہ باز و بے نماز بازاری و باوہش سے تو بہت ہی افضل ہے
 چونکہ بے نمازی صبح کی نماز کا وقت ٹل جاتا ہے تو بھئی پکارتے ہی
 رہتے ہیں ایسے شخص بے نماز یوں کا پڑنا کیا ثواب ہوگا اطفال
 جہال شلوخ و گستاخ تو ہوتے ہی میں تمام شب ہزل مستری
 اور حواریج نفسی میں اور کلون نہ لیکر پیشاب کے سے ٹوٹ ہو کر
 بے ادبی سے پڑھتے ہیں وہ بیمار سے بھی کیا کریں گے کہ گتہ دار
 تمام رات کے کب تک حاجت سے رستے رہیں گے حق
 و نشہ وغیرہ طلبی اشتیاق کا شغل کرنا ہی ضرور ہے اور یہ سبب
 غرض طرفین کا ہے کہ پڑھنے والوں کو غیر متقاضی کہ تمام شب
 کی اجرت لے چکے ہیں پڑھنے میں کوتاہی کیوں کریں اور

میر سہوانے والوں کو غرض دانگیر کہ زر خرچ کئے ہیں ضایع
 کیوں جابے جب تمام شب محنت اٹھاتے تو صبح کو تو کوفت
 دفع کرنے کو نقد اجرت کے پھلا خرنچہ لٹ کا کر لیتے ہیں اس
 خرچہ کا اجر ایصال ثواب میں شریک ہوتا ہے وہ بہر تو ثواب
 نور علی نور میں پڑا اکثر عوام غریب مسلمانوں کو یہی مواقع ایصال
 ثواب اموات قبایل خود کے پیش آتے ہیں اور جلد سے عوام
 حضرات خرقة پوش کے مرید ہوتے ہی ہیں جو فعل کہ مرشد
 سے سرزد ہوتا ہے وہ فعل مرید و کمو کو بجائے فرض کے
 ہوتا ہے از انجا کہ مریدوں کے ابا و اجداد کے فاتحہ سالانہ
 کا موقع اجاتا ہے تو اتباع مرشدی مولود خوانی اپنے گہر و نین
 گردانے تے ہیں اور ان کے گہر ان تنگ تو ہوتے ہیں پس
 گہر دن میں جابے تنگ ہونے سے دالان میں فرشتہ چھا کر
 زمانہ یک حجرہ میں پردہ سے رہ جاتا ہے یہ لو جو انان عرب
 کی آئینہ اوس پردہ پر لگی رہتی ہے طرد غنا کی الپ اور تہو
 سے بھاؤ بتاتے ہوئے اشعار مضمون و لہریش تناکب و
 اشعار کے مثل اعتبار
 پردہ اوٹھا دو اوٹھی دالے صورت بتا دو اوٹھی دالے

تم سار ہو ہمارے ہم تمہارے پر نثار جان کو تمہارے قربان کر دے ہمارا
 ایسے عاشقی اشعار پڑھتے ہیں ادا نکا کہ النساء و جمالت الشیطان
 عورتان رسیان ہیں شیطان کی اور شیطان قابو جو ہے غلغل انداز
 عصمت کا

اگر نیک بود سر انجام زن زنان را افزون نام بود و زن
 بلکہ بعض مواقع میں فساد بھی برپا ہوا ہے سو ظاہر ہے زائد
 اس سے تشریح کرنے سے قلم اندازی بہتر ہے یک بحث
 تازہ اور بھی دیکھی گئی کہ علاقہ ضلع بیڑا کے قصبہ رابون کی
 مولودی جماعت ڈٹ بجاتے ہوئے مولودی راگ گاتے
 تھے البتہ حذر و زمین ایک دوسرے کو دیکھ کر شوق پیدا
 ہو جائے گا آخر رسم و رواج شہریت کا ظاہر ہے کہ دو م کلمہ شہادت
 جو اول کلمہ محل کا مفصل ہے جس میں شہادت خدا کے وحدانیت کی اور
 تفصیل عبودیت اور رسالت رسول اللہ کی ہے اور اسی کلمہ
 کی گواہی سے مسلمان کا ایمان کامل ہوتا ہے اور بخشنا نیش خدا
 کی اسی اقرار پر منحصر ہے اور نماز کے چار اُتھیا میں اسکو پڑھنے
 سے نماز پوری ہوتی ہے اور ہر مسلمان سوتے اٹھتے وقت
 اور مرتے وقت جانکندہ فی بکے اسی کلمہ شریف کو پڑھتے ہیں تاکہ

مروج اسی کلمہ میں پرواز ہو دے اور آج تک ہفت اقلیم کے
 مسلمانوں نے نقشہ اموات کے ساتھ اسی کلمہ شریف کو پڑھتے
 ہوئے عیالے کا دستور الاسلام ہے افسوس کہ اندون میں کسی
 نا حق شناسن جاہل مطلق نے کلمہ شہادت کے ثواب پر اشعار
 مولود تصنیف اردو شاعران یعنی کا ثواب زیادہ سمجھ کر نقش موتی
 کے ساتھ اشعار پڑھنے کا طریقہ ڈالا ہے آئندہ البتہ یہ طریقہ بد
 کو شیطان سرکس کو بتا کر ثواب عظیم کلمہ شریف کو روح مسلمان
 سے دور کر گیا نادانوں کو اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ ان اشعار میں نام
 رسول اللہ کا ہے البتہ متبرک ہوگا مگر اس نام کو یہ سمجھ نہ ہوئی
 کہ کلمہ شہادت میں اللہ کا نام وحدانیت کی توحید ہے اور
 محمد الرسول اللہ کا نام توصیف بعدیت اور رسالت موصوف
 ہے اور خاص خدا ہے تو اے کی تصنیف اور ہمارے ایمان کی
 تصدیق اور منفرد کی سند یہ تو نہ سمجھے مگر شور و غل کو ہی مقبول
 دل کر لے نین ولاکن ہمیں سمجھے کہ حکم خدا اور رسول میں تحریف کرنا
 عین بے ایمانی ہے

پہلے ادب شناسانہ نحو را در شہادت
 بلکہ آتش و رہہ آفاق مرد
 جس شخص کو اتنی ہی سمجھ نہیں کہ کلام دہانی کس قدر و منزلت کا

اور کلام انسانی کس نادہنی اور غفلت کا ہے ایسے جاہل مطلق کے
نسبت میں شیخ سعدی فرماتے ہیں ۵

چہل سال عمر عزیزت گذشت مزاج تو از حال طفلی نگشت
یہاں بھی دخل شرارت شیطان کا ہے کہ ارواح انسان کو ثواب
عظیم اسم اعظم خدا اور سبیل کا نہ پھینچے پائے اور تھوڑی شاعری
انسان کو اچھے بیان لغوی اشعار پر درگزر ہو جائے مولف
ہے شیطان دشمن انسان مقرر نہیں جتنا بھلائی مو برابر

فصل تالیف شرک پر عتہ عشرہ محرم

ملک ہندو دکن کے عوام مسلمانوں نے ہندومت پرست کی تاثیر
محبت سے ایام عشرہ محرم کے افعال شرک و بدعت میں اس
کثرت سے مبتلا ہو گئے ہیں کہ بیان اوسکا نہیں ہو سکتا کہ لا
بیان ہے اور عیان راہ بیان لیئے کفار اپنی تہوں کو جس طرح
اپنے ہاتھوں سے بنا کر اونکی پرستش جس حرکات و مشرکی سے
کرتے ہیں مسلمانوں نے ہی شد وں اور ہنڈ وں اور تونہ یوں کو
اپنے ہاتھوں سے بنا کر اوس پر کسی ایک بزرگ کا نام رکھ کر
خدا کے قدرتی امور میں اُس کو مقتدر سمجھ کر اُس کی پرستش و عتہ
عقیدت و ادب سے کرتے ہیں حتیٰ کہ خدا کی عبادت نماز و روزہ

حج و زکوٰۃ و فطرہ و قربانی کی احتیاط اس خوف و ادب سے نہیں
 کرتے جسے خود نبی سے بہت کم کی گزرتے ہیں اور شیطان کے پورے
 شاگرد و رشتہ نگار ہیں کہ اولاد اور رزق کو جو خاص خدا داد
 نعمت عظمیٰ ہے اس خود اُستاد کردہ بہت کی نذر ہر سال کے
 حج و زکوٰۃ و رمضان کے فرض روزہ سے بھی زیادہ اعتقاد
 سے بلامعاہہ ادا کرتے ہیں حالانکہ یہ افعال کفر صریح کے ہیں چنانچہ
 خدا سے تعالیٰ فرماتا ہے **وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَتْلُو صُحُفًا لَا يَسْمَعُ**
اِلَّا دَعْوًا وَاذًا وَاُورْشَالَ کافروں کی مانند اس شخص کی ہے جو کتاب
 ہے ایسے کو کہ وہ نہیں سنتا مگر بکارتیوا لانی آواز کو آپ ہی سنتا
 ہے افسوس کہ مسلمانوں نے بھی مثال کافروں کے صنم خود
 کردہ کی پرستش اختیار کرین اور خدا و امت و مرا کے رسوم
 اس بہت ادا کرین تو کافر و مسلمان میں کیا فرق رہا مولف
 عشرہ میں ہر واقعہ کے طریقے کی مثال
 سمجھے ہیں یہ بدعات کو جس بنین
 لازم تھا مجبان کو شہادت کا غم
 حرمت میں مجرم کے خلاف قہر
 عزت کو رکھے طاق میں حیوان بن
 جہا سنن ہی وہی کرتے ہیں مثال
 لاکن یہ عداوت ہے خواجہ کی مثال
 برعکس یہ شادی کے ہیں جہا احوال
 کرتے ہیں شہر کی مسخری و بد افعال
 لنگو خرو شیر و شیاہین اشکال

یکبار کیا قتل شہیدوں کو پزید کا ذب یحجان حسینی ہر سال
 سنتے ہیں شہر سید شہد اکابر نیز سے چڑھایا تھا شیران فی الحال
 گر عقل ستر کہتے ہیں اہل اسلام باز آئین یہ بدعت ہے لعنت کا وبال
 بے ادب لوگ عشرۃ میں کوئی فعل حرمت اور زالت اور نیچائی
 کا اور رسوم سنت و نذر و نیاز میں کوئی درجہ شرک و کفر کا باقی نہیں
 رکھتے ناحق شیطان کا نام بدنام ہے مگر یہ شاگردان شیطان اُستاد
 کے بھی کان کاٹے حدیث شریف سے ثابت ہے کہ شیطان رمضان
 شریف میں قید ہو جاتا ہے اور میرا قیاس ہے کہ اس شرورہی میں چھوٹ
 جاتا ہے مولف
 نام بدنام ہے شیطان کا لکن انسان خود ہی شیطان ہے اگر حق کا ہونا فرما
 صد افسوس کہ مصنوعی شہ و ن کی عظمت و لون میں عوام مرد و
 زن سلمانوں کے اشد اعتقاد سے خود پیر ہو گئی ہے کہ ہر سال
 اوس شکل خود ساختہ کا استاد کرنا فرض اور اوس کے پیر ہونے
 کے اسباب کو بجائے فرض کے جانتے ہیں لینے لباس و پہنول
 پہنا نا اور نذر و نیاز پیش کرنا اوس پر ناتجہ پٹینا اوس میں قدرت
 سماعت و بصارت اور نیکی بدی کی سمجھنا اوس سے دعا مدد چھنا
 اولاد کا ننگر لیجا نا بچوں کے گلے میں یا شہدے کو مہنت کے مار

پہنانا اور سید کی استادگی جس شہید کے نام پر ہے ان کے نام
سے نیاز قبول کرنا یہ سب حرام مطلق ہے مرد ہو یا عورت اگر ولین
یقین کر لے کہ معمول ہر سال عشرہ میں کوئی رسم ترک کیا
جاوے گا تو کچھ نقصان جان و مال کا ہوگا تو وہ شخص کا فر ہو گیا
غرض شہدوں کا استاد کرنا بچوں کا کہیل سب سے کہ نادان بچوں
نے لکڑی کو تا کا باندھ کر لگام اور لکڑی کو گھوڑا سمجھ کر دوڑ
کہیل کر کہم سے باندھ کر اس کے سامنے گھانس دینے رکھتے ہیں
پس ان جہاں سے نابالغ العقل کی مثال ہی اطفال کی سی ہے کہ بواہار کا
گہڑا سوا اور صقل کر شغل کیا سواست کی شغل کے شد سے کونست
سید الشہداء سے دینے میں اور اضلاع کے مواضعات میں
ریشی وغیرہ اقسام کے کپڑے نمیر نہ ہونے سے ہندو مسلمانوں
کے مستعمل ریشی ڈوٹے اور ساڑیاں جو دہلہنوں نے باندھ کر
مردوں سے ہم لستر ہوئی سو کپڑے ہلک لاکر شہدوں کو باندھتے
میں کیا عقل ماری گئی ہے ان بے سمجھوں کی کہ پاک و ناپاک کی
بھی کچھ تمیز نہیں رکھتے خیر الخبیثات للجنین لطف یہ کہ شہدے
کی اعجاز و تعظیم نسبت خیر الشہداء سے دیکر نور و زینت
تو بہت اعتقاد سے تمکیم کرتے ہیں اور جو کچھ آمدنی شہدے

کے زندونیاز کی آئی سودہ ہاتھ کر لیتے ہیں دسویں روز مثل نہیں
و شمر کے دشمن جانی بکرا اور وہ بے قتل کے نوبت و قلعہ ہاتھ
ہوے جماعت خلافت سے تشہیر ا قتل گاہ پر لیجا کر اپنے ہاتھوں
سے مثل شمر کے قتل کر کر قیاسی شہید کا لاشہ اپنے ہی سپر
اٹھا کر الوداع کا نوہرہ دیتے ہوئے لاکر جس جگہ عزت و درت
سے بٹھاے تھے اوسی جگہ میں سٹلا کر زیارت کا بخت اس
قیاسی مردہ کے سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھ کر تبرک سمجھ کر کھاتے
ہمیں حالانکہ حکم قرآن سے جگہ منصوب کے پاس بکرا ذبح کرنا اور
مردہ کے سامنے رکھنا حرام مثل مردار کے ہے تعجب ہے اس
شادی وغنی اور دوستی و دشمنی کو ان دوستان ظاہر اور دشمنان باطن
محبان حسین اور مدعیان شہید کی بغض و العنت پر کہ آپ ہی زندہ
کرنا اور آپ ہی قتل کرنا ب کیا الزام دیا جاوے یزید و شمر کو کہ وہ دشمن
ایک ہی سال کے تھے اور یہ محبان حسین سالہا سے سائل کے قائل
ہیں جبکہ دشمن و دوست سے ایک ہی فعل سرزد ہو تو اس
دوست کو ہی دشمن ہی سمجھنا چاہئے

نہایت برا درازان دوستی کہ با دشمنانت بود ہم نشست
 ذکر ہے کہ ایام عشرہ میں یک قصبہ کے چند مسلمان مجبور تعمیل تعلقہ دار

مسکو کار کی کچہری میں استغاثہ لاسے کہ اس لبتی کے مزدوری پیشہ سہل
 تاسوعہ اور عاشورہ کے روز ہمارا تعزیہ بے اجرت اٹھایا جاتے
 تھے اس سال بے معمول اجرت ملے تھے میں سبر کار سے تقید ہو کہ بلا اجرت
 حسبِ تقدیر اٹھایا لیکن جو اب دیا گیا کہ مزدوروں سے کام لینا
 اور اجرت نہ دینا ظلم ہے ایسا حکم بے انصافی کا نہیں دیا جاتا تو وہ
 لوگ بہت کچھ اصرار کئے انکو بات نامِ حجت سمجھا دیا گیا کہ صاحبِ اکثریت
 عقیدہ میں یہ شدہ شہد اکارتہ رکھتا ہے تو ایسے مقدس شدہ کو
 پلید و غلیظ شخصوں سے کیوں اٹھواتے ہو جیسا تم اپنے بزرگوں
 کا عیشہ اپنے کا نہ ہون پر اٹھایا جاتے ہو ان سے تو حضراتِ شہد
 بزرگ ترین تم ہی اٹھایا جاؤ اگر یہ شدہ تم لینے کے قابل نہیں
 ہے تو ایسے ناقص شدہ کو پرستش کر کر گناہِ شرک سے مستحق
 عذاب خدا کیوں ہوتے ہو تو غیبِ لا جواب ہو کر چلے گئے کیا
 غفلت کا پردہ مسلمانوں پر پڑ گیا ہے کہ ہر قصبہ و دہ میں فی محلہ
 ہر فریق ایک عاشورخانہ بغرض تفاخر نام قومی مقرر کر لے ہیں اور
 شبِ گشت تاسوعہ و عاشورہ کے روز شیطان خود بانیِ فساد
 بلکہ حضرت شیخ و شاب کو دھمکا ہے اہلِ حرفت و اکثاب کے
 درمیان ہو کر شرافت کا زعم اور رزالت کا عار دکھا کر مفسد

ہاں
 تے
 اجرت
 لم لیا
 تو وہ
 رہتا ہے
 رہ کو
 یوں
 نہ شہد
 یمن
 تحقق
 سیا
 د
 اور
 فنا
 کے
 د

بجاتا ہے تو ہر کس کی سپہ گری کے زعم کو جوش میں لانے سے
 رستہ نصیائیت کا متحرک ہو جاتا ہے پھر آشایح صاحب نے
 اوپر گھڑ جاتے ہیں کہ ہم شرافت و سنگاہ میں ہمارا علم آگے
 رہے اور قاضی اور اڑجاکے ہیں کہ شریعت پناہ میں ہمارا تونیر
 آگے بڑھے مولف
 ابتدا میں جو کہ مکرانہ کے فساد ہے جزا انجام اوسکا دین بدن ہو ورنہ
 اس موقع تنازع میں شیطان قابو پا کر مریدان استیاریہ کو حضرت
 شاہ کے طرف اور رعایا سے پیشہ و عقیدت منہ کو شریعت پناہ
 کی کمک پر لاتا ہے بقول جلا کے عشرہ کے سپاہی اور بقبر عید کے قصائی
 مشہور ہیں پھر تو کیا پوچھو گے اوہر سے تلوار اور اوہر سے ٹھون
 کی مار چل جاتی ہے پس جب شہادت تو کی طرف رہ جاتا ہے
 سر دست سوار کشت و خون میں یہ علیحدہ شہادت و رسیانی محبان
 شہدوں کی ہو جاتی ہے سچ ہے شیطان علیہ لعنہ بڑا دشمن
 انسان ہے کہ شہدوں کی کراست کو خادمان شہدوں کی جان و
 ایمان پر تصرف کروادیا کہ نادانوں کا مال خرچ ہوا ایمان خراب
 ہوا عزت ریزی ہوئی اور جان گئی آزا بجا کہ روز رازل سے خلقت
 عورتوں کی ناقص العقلی سے مرکب ہے اور تعریف انکی اللہ تعالیٰ

ان کبیر کن عظیم سے فرماتا ہے کہ تحقیق مکر عورتوں کا بہت بڑا ہے
 اور اگر وہ دستور و مخدوہ گوشت نشین ہونے سے نہ علما سے
 ہندو عظمیٰ کے کاموقع ملتا و نہ شرک و بدعت کی مبراہی معلوم ہوتی و
 نہ توحید کی اور فرض و سنت احکام اسلام کی تعلیم نہ گہرین پائی کی
 پابندی رکھی جاتی اور خدا فرماتا ہے ولی عیال کو تو تفکیم و ایلمیم مال
 بچا تو تم اپنی ذات کو اور عیال کو آگ سے اس را خدا کا خیال
 نہ جہا باب بھائی کو کہ خود ہی بے تربیت و لاعلم ہیں اور خولشتن گم
 است کہ اسہری کند پڑھند پفرمان الرجال قوا لمن علی النساء مردان
 مقتدر من عورتوں پر جب خود مرد ہی جاہل و بدعتی ہو تو پھر کیا صورت
 ہے عورتوں نے تعلیم علم شریعت پائے کی جب کہ مردوں نے
 ہی جاہل مطلق ہوں پھر تو عورتیں جس طرح جی چاہے سو من مانے
 شرک و بدعت کے رسموں میں غلطان رہتیاں ہیں بلکہ مردان
 دیوث ہی اشیاء نذر و نیاز کے حسب فرمائش خرید و لادیتے
 ہیں اور بکار و بارشادی و غنی کے انھیں کے اختیار میں
 رکھتے ہیں پھر تو شتر بے مہار ہو وی رسم و آئین
 بے مہار کرتیاں ہیں حدیث شریف ہے کہ النساء جاہل
 الشیطان عورتان رہتیاں ہیں شیطان کی بے

اگر نیک بود سر انجام زین زبان را مزن نام بود نہ زن
 استغفر اللہ عورتوں کا کیا برا خیال کھاری ہے کہ مشابہت کفر
 میں کچھ باقی نہیں رکھتیاں محرم کا حاند نظر آتے ہی گہروں کی صفائی
 کرو اتیان میں اور گہر کے سب کپڑے دھلو اتے تبین جب
 ہندو اتیان دیو کی پرستش کا حجرہ ٹلخہ بنا سکتی ہیں اور محصین
 کے پر تو سے یہ مسلمانیاں بھی پیرون کے نام کا حجرہ الگ مقرر
 کر لے تیاں ہیں اسکو لپ کر بہت ہی ادب و احتیاط سے دروازہ
 پر پرہ ڈال کر طرف گلی گورے سنگو اگر طرف کو اور دیوار کو
 صندل کے چھاپے مار کر پانی سے گہڑ میں میں اچھوٹے کاہر کر
 اُس پانی کو پینے اور برت نے سے محفوظ رکھ کر بہت عقیدہ ہے
 جس تاریخ میں جوڑی کیوں معنولی مقرر ہے نہا کر اُسی حجرہ کے
 اندر نخت سینہ کیو اکڑاوسن پر فاتحہ پڑھے تک نہ پانی پیتے نہ
 نخت کا مزہ کھکتے حجرہ ہی کے اندر رکھ کر اندر ہی کھلا کر اندر ہی
 ہاتھ دھلو اتے ہیں جب تبرک اندر ہی پکایا گیا اور اندر ہی کھلایا
 گیا اور اندر ہی ہاتھ دھو لایا گیا تو اندر ہی اُسکا فضلہ بھی نکال دینا
 اُسی جا سے میں ضرور ہے کہ پوری احتیاط تبرک کی ہوتی ہے کہ کھانا
 کوئی جز بھی باہر نہیں جانے پاتا استغفر اللہ مسلمانوں نے رسم

آ

سے

تی و

ن کی

بنام

ل

ن

ن

ن

ن

ن

ن

ن

ن

ن

ن

ن

ن

۶۰
 اچھوتے کا جو اختیار کر لئے ہیں اُس پر فاتحہ پڑھتے تک پخت تھن
 میں نہیں لاتے خاص یہ رسم ہندوؤں کے مڑی اور سولے کا ہے
 تھوڑا بالند منہا حدیث شریف سے من لث بہ لقوم فہو منہم جس نے
 جس قوم کی مشابہت کیا وہ شخص اُسی قوم سے ہوگا انصاف سے کہو
 کہ انسان کے نام کی نیاز و نذر کا مرتبہ زیادہ ہوگا یا عبادت خدا اور
 فرض ذات بندہ کی نماز کا مرتبہ بڑا ہوگا اگر رتبہ نماز کا نیاز سے زیادہ
 تر سمجھتے ہو تو دیکھو کہ غسل اور وضو کا پانی اور پیشاب و پاخانہ کا پانی
 یک ہی خم میں ہر اہوا لیکر دو لو حاجت ادا کرتے ہیں تو وہ پانی
 نجس نہیں ہوتا یہ نیاز کیسی اور موزعی شے ہے کہ اس کے کھانے
 پانی کو چھوتے ہی نجس ہوتا ہے گویا یہ مثال برہمن کی ذات کا ہے
 کہ وہ پلیدیوں کا کھانا پانی مسلمان چھوتے ہی نجس ہو جاتا ہے غرض
 کہ اچھوتا کرنا اور کھانے پانی کو چھوٹا ہو گیا سمجھنا عقیدہ کافروں کا
 ہے نہ مسلمانوں کا

گوشت جس حیوان کا کھانا روا اُسکا چھوٹا پاک اور ان کا
 ہندو مڑی سے جو میوان دیو کے نام کا کرتے ہیں سو اُن کے خیال
 ناقص میں ہے کہ دیو کو وہ پخت منظور نظر ہوتا ہے سو وہی خیال
 خام اچھوتے کا بھلا ہے اہل اسلام کے دلون میں یہی اگیا ہے

کہ روح مردہ کی اپنے نام کے بخت کو دیکھتی اور قبول کرتی ہے
 سو یہ مشابہت کفار کی ہے ورنہ ارواح کو کھانے سے کیا تعلق
 ہاں کھانے کے ثواب سے غرض ہے اور ثواب کھانے کا جزئی
 حاصل نہ تو ہے کہ بخت کرنے والے کی نیت نذر اقلد نہ ہو
 ورنہ شریعت رسول اللہ میں مردے کے نام سے پکانا اچھوتا
 کرنا اُس پر فاتحہ پڑنا حرام ہے جو بخت کہ شریعت سے حرام
 ہوا اُسکا کھانا کھو درست نہیں بجز تحفہ والے کے تحفہ
 تین روز کے بھوک کو کہتے ہیں جب کھانا ہی درست نہوا
 تو ثواب اُسکا نہیں ملتا جب بخت کا ثواب حاصل نہ ہو
 اُس بخت کا خرچہ ضایع ہے پھر کو انا کیا فائدہ افسوس
 ان عقلوں پر کہ ایک نادان نے پیر کے نام کی نیاز کو اچھو
 کا بخت کروا تا ہے اس پر دشن عاقل و دانا کھڑے ہو کر
 فاتحہ پڑتے ہیں لازم ہے مسلمانوں کو ایصال ثواب کا بخت
 حسب شریعت بلا الترام اچھوتا نذر اللہ کی نیت سے پکانا
 غریب و محتاج کو کہلا کر اُس کھانے کا ثواب بحوالہ خدا نہیں
 مردہ کو چاہیں بخش دین و خدا کو پسند ہو کر اُسکا ثواب
 مردوں کی ارواح کو پہنچا دیتا ہے پس یہی بات سچ ہے

اور باقی سب خیالات خود نمائی کے غلط ہیں مشکل تو یہ ہے
 کہ حق بات سمجھانے والے کو یہ بدگمانی سے ایک نام لڑائی
 رکھ دیتے اور آپ اپنی ناہنجی پر نازان رستے ہیں یہی تو بے
 انصافی ہے کہ چور اور سچے کو ٹالواں افسوس کہ
 اکثر اہل اسلام جو خود پسندی سے اپنے کو شریف الخاندان
 اور نجیب الطرفین سمجھ لیتے ہیں لاعلمی سے تفسیر و حدیث و
 فقہ کے زمانہ تحرد سالی سے والدین کے عادات بدعتی کو دیکھ
 عورتیں اور مردین وہی رسوم بدعت مرفوع العادت پر
 عمر طوعیت خود میں باعقاد کلی تقایم ہوتے ہیں احکام فرض
 و واجب کے ادا کرنے میں لاپرواہ اور ترک کر دیتے
 ہیں مگر نیاز و نذر پیران کو نہایت عقیدت و ادب اور جوا
 بد سے اور بہت خوف و حجب ادا کرتے ہیں اور یہی
 غیر اللہ پرستی سے خدا بالکل ناراض ہے اور فرماتا ہے
 ان اللہ لا یغفر ان لیسرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن اشاء
 مشرک کو ہرگز نہ بخشونگا اور بخشنوں گا سوا مشرک کے
 سب گنہگاروں سے جسکو چاہوں گا اور خدا کی راہ کے نفقہ
 کے بارہ میں شروع قرآن شریف کے سپارہ المہم میں

شروع آیت ہی میں متقیوں کی تعریف فرمایا ہے مدی المتقین
 الذین یؤتوٰن بالغیب یقتضون الصلوٰۃ ومارزقناہم منفقون
 قرآن متقیوں کو ہدایت کرتا ہے تقی وہ لوگ ہیں جو خدا کو
 نہ کیے ایمان لاتے ہیں اور اُسکی نماز کو قائم کر لیتے ہیں اور
 اُسکا رزق اُسکے نام پر خرچ کرتے ہیں بلکہ قرآن شریف
 کے ہر صفحہ و ہر رکوع و ہر سورۃ میں شاہی شرک کی ہے
 گو یا سارا قرآن شریف خاص بنا ہی میں شرک و کفر کے
 نازل فرمایا ہے

چشم بکشاو بدین جملہ کلام اللہ آیت آیت لگی معنی قرآن اوست
 اور سورہ المائدہ میں انما حرم علیکم الميت سے ذاکم منق شک
 پوری آیت صاف و صریح الفاظ میں حرمت غیر اللہ کے نام
 سے ذبح و غیرہ حرام نہوتے ہیں منقہ جات و منسوبہ جات اولیاء
 میں فرمایا ہے اور متعدد حدیثات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیا
 کی تذرو نیاز حرام ہونے میں مشکوٰۃ شریف اور بخاری اور
 ترمذی و ابوداؤد و شریف وغیرہ میں مرقوم ہے اور ان
 حدیثات کا حوالہ کتاب و المختار اور مختاوی حاشیہ المختار
 میں اور فتح الرحمن اور کتاب الاوب مولانا ابوالکمال اور لیس

میں اور کتاب الفتویٰ قاضی حمید الدین ناگوری میں اور کتاب مجمع البحار اور
 مجالس الطالبین میں اور دلیل الصالحین اور بحر الرائق میں اور فتاویٰ نزہۃ
 اور شرح منہاج میں اور الابرار قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی میں
 اور کتاب مایہ سایل حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب محدث لاہوری
 کے جواب چہار دہم اور سبب و فہم اور چہل و فہم میں اور حکمت بلا علی
 قاری وغیرہ محدثین میں بالاتفاق علما سجدہ و طواف و نذر و دعا و نیات
 و سنت و نیت نیاز و ذبیحہ نام زد انبیاء اور اولیاء کا حرام و نجس
 مطلق لکھا ہوا ہے اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو ایسے فعل
 نہ کرنے سے منع فرماتے ہیں سو اسی کتاب میں اوپر کے مضمون
 میں درج ہو چکا ہے مگر شیطان علیہ لعنہ نے دونوں میں بدعتوں
 کے اولیاء کے نام کی نیاز کو بہانہ میں ایصال ثواب کے ایسی کچھ
 عظمت سے بالعقیدہ محبت ڈال دیا ہے کہ ایمان جانا اور خدا اور رسول
 کی لعنت میں گرفتارانا قبول ہے مگر نیاز مشرک نہیں چھوڑتے
 اگر بدعتیوں کو پوچھیں کہ یہ نیاز کس دلیل سے کرتے ہو تو جواب
 نفوذیتے ہیں کہ فلاں کو میٹھا پسند تھا تو کوٹھ سے بھرتے ہیں
 اور فلاں کو کھال پسند تھا تو بلاؤ کپا بنتے ہیں اور فلاں کو منوں سے
 گھی اور گوشت اور گھیم پکانا پسند تھا تو سب مٹی کرتے

ہیں اور فلان کو شربت و کچڑی روٹ چکی پسند استغفر اللہ
 کیا بھٹان ہے بزرگون پر کہ بزرگان دین ایک وقت کا کھانا دے
 بھی سدا سق سے زیادہ نہیں کھاتے تھے اور دوسرے روز کا کھانا
 جمع کرنا حرص الدین غلاب الموت سمجھتے تھے بدعتیوں نے
 ایسی بے دلیل باتیں کر دے خود کو نبھائے کی بہت نبالیتے ہیں
 الغرض یہ نیازوں کا فعل دین محمدی میں غرض نہ سنت و
 نہ نقل و مستحب و نہ بزرگان دین کے کتب معتبرین داخلہ
 بلکہ جو تصانیف علماء محقق کے بالاتفاق حرمت ثابت ہے
 صرف شرکون نے خیالی ملاؤ کا کرنا ٹھل کے فاتحہ پڑھتے
 ہیں یہ سرکس خیال خویش خفے دار و دوزخ بزرگان
 دین تہائی عمر اکل ظلال اور صدق مقال اور قناعت و توکل حال
 میں رہے ہیں کیا بدعتیوں کے لئے موت کما بی کے کھٹے میٹھی پر
 حرص خیال کئے ہیں یہ سارا فتور شیطان کا ہے
 کس کو بت پرستی ہے سکھاتا کس کو قبر و شدون پر کھاتا
 غرض اللہ سے دونوں کو روکا بھلا جنت لجا دوزخ میں جھوکا
 قباحت تو یہ ہے کہ مذہب و مذہب زانچھوتے سے غیر اللہ کے
 نام پر کرنا طریقہ کفاروں کا شرک صریح ہے شرک اگر عورت

بار اور
 ی بزرگ
 ی بن
 سی
 اعلیٰ
 وینا
 س
 فعل
 نمون
 یقین
 سی کچھ
 دوسری
 رتے
 اب
 نہیں
 سننے
 لے

سے صا در ہو تو مرد کے نکاح سے بخل جاتی ہے اور مرد
 سرزد ہوا تو عورت کے نکاح سے بخل جاتا ہے کتاب
 در المختار کا مسئلہ ہے کہ اگر نکاح شرعی میں رسوم شرک
 و بدعت طریق کفر کے شریک ہو تو فهو باطل النکاح و ولده
 ولد الزنا نکاح باطل اور اولاد حرام کی ہوتی ہے اور افعال
 شرک و بدعت کے ہر مسلمان سے صا در ہو تے ہیں
 دو طرح سے ایک شادی میں ملہبی و لباس کسم و نازیل
 کمرین اور ہاتھ میں نگین اور سر کو سپرہ و مسند و ہچول
 و کلس و پیر ملا و کی کچھڑی اور بے بی بری کی پوری رت بگا
 اوتیل پڑاؤ کا پوجا و باجا و چاول و لہن کے ہاتھ سے دولہ
 پر مارنا اور نکاح کے وقت چھار کہنا و جلوہ کھیلنا وغیرہ یہ
 سب رسوم خالص کفر کے ہیں و دوسرا فعل پرستش
 اموات کا مسجد و طواف و نذر و نیاز و دعا اور نیت اچھوتے
 سے کرنا بخیال ناظر و حاضر مردہ کے اور تعین تاریخ و تقرر
 اقامت نیت کرنا اور قبر و شدہ و جھنڈہ کے سامنے کہنا
 وغیرہ شرک اور کھانا آدھن کا حرام ہے جب یہ دو طرح
 کے افعال و رسوم مسلمان عورت و مرد سے ادا ہوئی

تو اُسکے مشرک ہونے میں اور ایمان اور عقد نکاح دنیا میں کا ٹوٹ جانے میں کیا شک ہے جب نکاح ٹوٹ گیا تو شرافت کہاں رہی پس حضرات خود پسند و تکبر و عیسیٰ شرافت کا غلط ہوا لفظ شرافت ادنیٰ و اعلیٰ تمیز و بچار کو بھی خود پسندی کا ہے چنانچہ خدا کے تعالےٰ فرماتا ہے مردوں کو و لا تلمحوا المنشركات حتیٰ یومن و لا تمسحوا بخیمر من مشرکة و لا یحکمکم اور مردوں کو حکم کیا و لا تلمحوا المنشکین حتیٰ یومن و لعنہم و یومن من مشرک و لو عجبکم یعنی مردوں کو حکم ہو کہ مشرک بی بی کو نکاح میں نہ لو اگر باندی ہو اسنہ ہے تو بہتر ہے اس بی بی مشرکہ سے مختورتون کو حکم ہو کہ مشرک مرد کو نکاح میں نہ لاؤ اگر غلام مومن ہے تو بہتر ہے اس شریف اور مشرک سے اگرچہ نکو یہ و نلو کی پیرزادگی پسند ہو تو کیا مگر عین رزل میں بہت مشرک کی سکتے اور رسول اللہ صلیم فرمائے اپنے دختر نیک اختر کو کہ یا فاطمہ بنت محمد لا تتلمعی انابت اللہ علی اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ اسے فاطمہ تمکیہ مگر پیرزادگی کا عمل کرے بندگی یا پیرزادگی منظوریت پر رسول اللہ صلیم کو خدا کا حکم ہو کہ ماں باپ کی تعظیم کرو اور جھڑک کر پہلی رحمت دے کہ تیرے رب صغیر ہیں مگر و ان جاهدک علی ان تشرب لی ما لیس

۱۔ حنا ۲۔ چوڑے ۳۔ بنگالہ ۴۔ لہ ۵۔ بڑا

کلف بہ علم خدا طعمها اگر چہ گہرین تیرے سے کہ شرک کر تو دور
 ہو ان سے کہ وہ ان باپ تیرے نہیں اس آیت شریف کو
 گلستان میں سعدی علیہ الرحمہ ترجمہ کیے ہیں
 ہزار غولیش کہ بگناہ از خدا باشد فداے یکتین بگناہ کاشنا باشد
 اگر اپنے ہزار غولیش خدا فراموش ہو ان اور ایک شخص ہمارا
 بگناہ از خدا دوست ہو تو اس پر سے بہ ہزار غولیشوں کو صبر
 کرنا چاہئے ظاہر ہے حال شرافت خاندانوں کا کہ ایام شہرہ میں
 اکثر عورات حضرات بشفاعت دستگاہوں کے باوصف
 مخدہ پردہ نشین ہونے کے جب مردوں نے علم و توفیر
 کی سدھار و سنبھال و تکلف میں رجوع رہنے سے ان کے
 عورتوں کو بھی شوق و عقیدہ دل میں آجاتا ہے اور حقیقت یہی
 کہ باپ کا عمل بیٹے کو اور مرد کا فعل عورت کو موثر ہوتا ہے کیونکہ
 بڑا آدمی گہر کا جو فعل کرتا ہے اس کے اہل بیت کو وہی تسلیم
 ہوتی ہے تو راتوں کو تماشائے عاشور خاتجات اور غلبہ
 سواری علم و تالوت دیکھنے کے لئے بہت عقیدہ سے
 چاہرین اور گہر گہر سے مغل جانیان ہیں اور مرد چشم پوشی
 کرتے ہیں مگر اس نکلنے میں سبھرا بیان میں مرد دہویا عورت

باہر نکلتے وقت سُرخ و سفید لباس ضرور پہنتا ہے جب نہوت
 لال سلا پوشاک پہنتی اور باہر نکلتی تو دیکھنے والے کی نظر میں
 رغبت پیدا ہوتی ہے اگر مرد درہر کی نزدیک سے بازو
 رگڑتی جاوے تو فحش سمجھی جاوے گی اگر غیر شخص کو دیکھ کر
 بازو ہو گئی تو مرد آدمی کو زیادہ تر وہ کی خواہش ہوتی ہے
 کہ بیہ عورت کس عمر و شکل کی ہوگی جب جلسہ گاہ کی غول میں
 پھینچتی ہے تو ہر کس و ناکس کے دھکون میں آگئی اگر علیحدہ
 جاوے مد نظر میں کھڑی ہو گئی تو صدر بشینان جلسہ گاہ کی آنکھ
 ان ہی عورات پر درہ پوش سر لگی رہتی ہے اور ان عورات کی
 نظر بھی اُن نوجوانوں کے شملوں پر گرتی ہے بلکہ بازو دار
 بازار کی عمدت مخبر بن کر تلافی ہے کہ وہ فلان امیر کا بیٹ
 سے اور یہ فلان نواب کا بھائی ہے بہر حال چار چھٹی سوا
 سو قے آجاتا ہے تو شیطان مخبر بجاتا ہے

زن بدور سراے مرد نکو ہمدین عالم است بدوزخ او
 جب کہ عورت ایک وقت باہر نکلتی اور ایک سال تماشہ بینی
 کی چاٹ لگ گئی پھر تو بنشیر کی سنہ کو لہو لگا اگر اُس کا
 ارادہ بھی ہو تو عورات محملہ دار خواہر ان شیطان

رودر
نکو

ناباشد

یہاں

تشر

ہن

عت

توزیر

کتے

ہی

دنگہ

سلیم

۱

سے

ی

رت

و غلابان کر مہستان میں کہ چو بی بی برس کا ایک دن ہے سواری
 دیکھ لین گی انگٹ راستہ سے جائیں گی علیحدہ کھڑی ہو
 زمین گی اس ابلہ فری سر آخر راضی ہو جاتی ہے اور عورت
 کا ہاتھ ٹھٹھا خصوصاً رات کو خوشنودی شیطان کی ہے
 سبلمان مرد و ن کو لازم ہے کہ ایسے ایام شرت الفحوش میں
 عورتوں پر بظاہر احتیاط بخوبی رکھیں
 مشو امین از زن کزن پاشا کہ خرابی بہ گریہ و زاری
 الفرض عورت کے بارے میں ہزار ہا طرح کی خرابی ہے
 دیکھو ہندو اینوں کو کہ طفلگی سے مرد و ن میں مخلوط رہتے
 سے شرم و حیا کا نام و نشان قوم ہنود میں باقی نہیں رہا بلکہ
 عورتوں کی شوخی و گستاخی سے مردان ہی عاجز ہیں اور
 زنا کاری تو ہنر ہو گئی ہے مثل بہا ایم یہ سب خرابی بی ترددی
 کی فصل فی زمانہ بعض اشخاص نام کے مسلمان عورتوں
 کی منہ پر دگی کا رواج ہونے کی فکر و تردید میں گرفت
 ہیں معلوم نہیں کہ عادت جسمانی کو کیوں پسند کر لیں
 کہ وہ اپنے خرابی شرف عصمت عاصیہ بی بیوں کے ہو گئے
 ہیں اگر کسی دیوت کو اپنا خاندانی طریق لے گوشتی کا

رواج دنیا منظور ہے تو اپنی زوجہ کو اپنے ساتھ بازار میں
 لے پھرین تا شوخ چشموں نے دیکھ اور پوچھ لیں کہ تمہیں
 پردہ میں راحت بخشی ہوتی ہے یا بازار میں ملگئی ہوتی ہے
 ظاہر اداون بنو ایمان عصمت کے عورتیں جو باہر نہیں نکلتے
 ہیں اس طریق سے تو یقین ہوتا ہے کہ البتہ عاصمہ ہیں کہ بے
 غیرتی گفتار شوہر خود کو پسند نہیں کرتیاں افسوس ہے
 بے غیرتی پر مردوں کے کہ جو بات کہ عورتوں کو پسند نہ آے
 تو کیا اوسکی راے سے خداے تعالیٰ نے بے پردگی کے
 بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ قل لا زواج و بناک و نساء
 المؤمنین یذنین علیہن من جلیسہن کھد سے اے محمد اپنی عورتوں کو
 اور بیٹیوں کو اور ایمان والیاں عورتوں کو کہ لگالیں اپنے اوپر
 تھوڑی سی چادرین تاکہ پہچانت ہو لی بیویوں میں اور باندلوں
 میں ناسوس عصمت سے اور پردہ ہو جائے نظر سے بخت
 کے۔ ناقص فہموں نے ان چادرین کے حکم کی تاویل چادر اور کھد
 باہر نکلتے ہیں جو کرتے ہیں سو انکی کوتاہی ہے فکر سرکس
 بقدر ہست دوست بڑا مگر خداے تعالیٰ کا حکم اس منشا سے
 نہیں ہے کہ عورتوں نے چادرین اوڑھ کر باہر جادین یہ حکم

مخدوہ بی بیوں کو اس مصلحت سے ہے کہ گھروں میں ذی عصمت
 بی بیان مثل فاحشہ عورتوں کے باریک کپڑے جالی وغیرہ
 کی چولیان اور بے استین کی کرتیاں جس میں آنکھ نظر آوے
 نہ پھین بھر بسم لباس پہنے اور بے رین تالی بی اور باندی
 میں لباس کا فرق رہے برادری کے مجرم مرد گھروں میں آئے
 والوں کے سامنے بی بیوں کا بسم بے ستر نہ باندی
 اور بی بی میں تمیز ہووے چنانچہ نماز میں باندی کا ستر مثال
 مرد کے ستر کے اور بی بیان ہمیشہ سب وقتوں میں سالم استین
 کے کرتے اور ڈوپٹہ اور بے کمر کا جوڑ ہے سو اسی حکم
 جلا سبھن کی تعمیل ہے باہر نکلنے کا حکم ہی نہیں بلکہ سونا تو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیان اور بیٹیاں مطہرہ اور زنانہ مہنت
 کو سب بیٹیاں جا کر حاجت میں نماز پڑھنے کا حکم دیتے مگر
 نہیں دیتے کہ عورت باہر نکلنے کی عادی ہو گئی تو انھیں
 کا پانی مر جاتا ہے چادر کا احتیاط نہیں رہتا جسے ہندو اپنا
 پھرتیاں میں آخر ان بی بیوں کی بغاوت ہی ایسی ہی ہوگی
 دیکھو بے گوشگی کا خرابہ کہ غیر مذہبی عورتیں چہارتیاں کو

گوا
 بنا
 ر
 عہ
 نہ
 شہ
 عہ
 گم
 عہ
 و
 عہ
 کہ
 ز
 عہ

گولی بنا کر بال سر کے چھوڑ کر شہوت کا انڈا مرغ دل سنا
 بنا کر دکھاتیاں ہیں اور سر غیر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ ملا کر
 رشتہ شہوت کو اس کے ہاتھ میں نہ آئیو ستر
 عصمت کا خیال و نہ کلام مخوش سے زبان کی سنبھال
 نہ مردوں کو ان کے غیرت اور نہ خوف آخرت یہ سب خرابی
 بے حیائی اور بکیر دہ داری کے بدولت ہے حدیث
 شریف میں مروی ہے کہ روز ازل میں عورتوں کو تو دس
 حصہ شہوت اور مردوں کو دس حصہ شہوت دی گئی تھی
 مگر عورتوں کو بفضل خدا حیا کا پردہ آنکھوں پر ڈالا گیا
 ہے کہ جوش شہوت کو نظر بند کر رکھا ہے اگر مسلمان
 عورتیں بے پردگی کو اختیار کریں تو یہی حال ہو جاتا ہے
 جسے غیر قوم کی عورتیں بازاروں اور عرس و جاترا میں
 دھتکے دکھاتیاں ہیں افسوس ہے کہ جو نا اہل بے گشتگی
 کے قابل ہیں اور ایسی بڑی چال کو رواج دینا چاہتے ہیں
 کہاں وزیر کتی سچا ہیں اور زلیہ نہیں عجب نہیں کہ ان کی
 نفوس اصلی کا خیال جوش مار رہا ہو ورنہ از انجا کہ روز ازل
 میں حکمہ قضا و قدر سے یہ تقدیر الہی جاعل فی الارض خلیفہ کے

کارزار نفسانیت سے تشکک نفس ہر مرد و زن میں سرب
شہوت کا پلاؤ ہے ہر طبق میں بقیہ فہما خوش شیطانی
شہوت یہ طرۃ العین نظر کا نازہ دید سے آتش رغبت کو
بر سر التهاب لاتا ہے مولف

مرد و عورت میں نفوسی لاگ ہے منب عصبیت کو شہوت آگ ہے
کتاب الحدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک شخص نابینا آیا اور اندرون خانہ آنے کی اجازت
چاہا حضرت صلعم نے زوجہ مطہرہ خود سے جو فی الوقت
حاضر تھیں فرمایا کہ پیڑہ ہو جاؤ حضرت نے فرمایا کہ وہ
اندھا ہے کیا دیکھے گا حضرت صلعم نے فرمایا اگر وہ نہ دیکھے
تم تو دیکھتی ہو جب خدا اور رسول کی راہ میں مقتضائے
مصلحت پر وہ دازی طریق عصمت و عفت میں حرم حرمت
سے مقتضی ہے تو یہ نا اہلون نے اپنی خیانت کو تلبے فائدہ
دلائل لایعنی سے پیش اور اوقات خود کو ضائع کرتے ہیں
اور وبال آخرت سے بنا اندیش ہوتے ہیں کہ یہی تقریر و
تحریر ان کی رزالت و سفاہت کی دلیل ہے کہ البتہ
ان کے اصلی نفوس کف سلف کے مذکور و نسا کو صحبت

کو صحبت بازاریان سے رہی ہے جب تو دوسری تاثیر نسبی
 ان ناغفون میں بھی اثر کر گئی ہے کہ عورات دوی عصمت سے
 تنگ و ناموس کا ستر اوٹھ جانا چلتے ہیں حدیث شریف
 میں مروی ہے کہ ابی حمید ساعدی صحابی مکی بی بی بی عرض کرے
 کہ یا رسول اللہ میں آپ کے پیچھے نماز کی اُفترا کرتا ہستی
 ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کھر میں فرض نماز نہیں کرتا
 اور تم عورتوں کو باہر نکال کر مسجد میں آتے مگر حکم نہیں پھرتا
 کیونکہ اقتدار کر دے۔ فی زمانہ مسلمانوں میں بسکت مرد و
 عورتوں کو شریعت کے کاموں کی قدردانی ابواب پر
 نظر بہت ہی کم ہے اور مجملہ ارکان ایمان کے فقط ایک نشان
 مہیوم شہرم و حیا کا بمصدق حدیث شریف الحیا و شعبۃ
 من الایمان شرافت تورات محمد رہ میں باقی رہ گیا ہے
 مباد اگر انتہائی پر وہ حیا کا فریق اسلام اور طریق ایمان
 سے اوٹھ جا دے گا تو کافر و مسلمان میں کچھ تمیز نہ کی
 جاوے گی اور پردہ عصمت و عفت کا دار دنیا سے اوٹھ جاوے گا
 اور حیا عجیب فضیلت شریفہ اور سیرت لطیفہ مقبول خدا
 کہ اسی کے بدولت عالم میں انتظام امور ضیانت و دیا

کا قیام پذیر ہے ورنہ فرمان خدا والہ نہ ہم کل لغر و جہم فطون
 میں نخل اور امانت میں خیانت ضرور ہوگی ^{ست}
 گر عیانہ و نفید رسم عفت انسان آن حجابی در میان ^{ست} ارتقا عیا
 روز ازل سے ہی اشرف حیا نصیب انسان تھا کہ حضرت آدم
 وحو علیہما السلام کا لباس ہر شتی ستر عورت کا چھپنا گیا
 تو تقاضا ہے حیا سے جھاڑون کے تھون سے ستر لوشی
 شرم گاہ کی کر لے اور خدا سے تقا نے نافرمانی کے بارہ
 میں باز پرس کیا جواب میں عرض کئے کہ خداوند نافرمانی
 کیا تو سنوں مگر تقاضا ہے حیا سے خدا نافرمانی کی شرم
 رکھتا سنوں پس یہ حوالہ شرم و حیا کا خدا سے تقا لے کو
 لے لیا اور خطا معاف فرمایا مولف
 دیکھو شرم و حیا کی خوبی کو : شرف بخشی ہی مرد و بی بی کو
 بمصداق الشیطان لیکم الفقر و یا دمکم بالفحشاء شیطان روز
 ازل سے انسان کو محتاجی اور بھائی بکے کام سکھا رہا ہے
 اور اس زمانہ قریب الابدین یہ نائیان المیس ساعی ہیں کہ کوسم
 لے پر دگی اور بھائی کا اسلام میں شایع ہو جائے اور بدکاری
 حرم حرمت میں رواج پائے تا سقینہ تنگ و ناموس

ون
 ست
 قاضی
 آدم
 سیا
 وشی
 بازہ
 بانی
 رم
 لکوا
 کو
 روز
 ہے
 رم
 باری
 س

بی بیان ذی عصمت کا درجہ رسوائی میں غرق ہو جائے پس
 خرابی ہوائِ بدخواہان حیا سے بچتا آئی کہ امر ناممکن کے
 درپے ہوئے ہیں استغفر اللہ یہ فعل ناجائز کسی شریف مرد
 کو لہذا ہو گا نہ کسی بی بی حرمِ محرمت کو گوارا ہو گا واللہ
 بی بیان ذی عصمت مر جائیں گی مگر افسوس اس فعلِ مجبائی
 پر سرگز نہ آئیں گی دراصل تو عورت مائے نقدِ غیرت مرد قوی
 عزت کی ہے اور مایہ نشے واجب الحفاظت ہوتی ہے
 اگر حفاظت نہ کریں تو طرقتہ العین میں نقدِ عصمت دیت برآ
 غارتگر ہو جاتی ہے عورت کے معنی برہنگی کی ہے اور
 برہنگی کو مستر ضرور ہے مولف
 عصمت زن نقد زری کہ حفاظت نہ رکھ نہ دور
 زر کو صندوق بقفل ہی میں رکھنا ہے ضرور
 مشہور ہے کہ صدقہ جان کا مال ہے اور صدقہ عزت کا
 جان ہے استغفر اللہ یہ کیوں کر مقتضائے غیرت بختا
 ہو گا کہ ذات انسان تو اشرف المخلوقات ہے بی پردگی
 عورت سے ضروری دست مروّت کا در انگیز حسنت
 غیرت شوہر لا محالہ ہو گا مگر خویا نون کو غیرت نفسی تقاضی ہے

کہ مزین و بکرا اور بیل و گٹا وغیرہ رغبت مادہ سے ایک دوسرے
 پر جان دینے کو آمادہ ہو جاتا ہے مگر سور کہ اپنی مادی کے
 پاسن دوسرے نر کو بلاتا ہے اگر انسان بھی اپنی عورت
 کو بے پردہ کیا اور غیر مردوں کو اپنی عورت کا شہس و جوش
 اور بازو دادا اور زینت و کرشمہ بتانا چاہا تو اسی دیوث
 کا نشان ہے تو خضر کا ہے مولف
 افسوس مفسدین کی غیرت کھائی دولت میں عاصم کے یہ کیوں کھائی
 حسب حدیث شیعہ الامان چیا بے پردگی کی چال ہی اسلام میں
 الغرض عورتوں کو درپردہ رکھنا بہت ہی درست اور
 نہایت مناسب اور بہر حال بجا اور مقتضایہ چیا اور
 حکم خدا و شریعت رسول خدا ہے اور پس
 زدیوار اغیار زن کو رباد چو بیرون شد از خانہ درگوربا
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ روز حشر میں بہ نسبت
 مردوں کے عورتیں دوزخی بہت ہونگی ظاہر افعال
 شرک و بدعت کا چرچا عورتوں ہی کی بدولت ہو رہا ہے
 اور مردوں کے تابع اعز ہیں وہ جو حکم کرتیاں ہیں یہ
 بجالا لے ہیں اگر مردوں سے کہیں کہ کیا صاحب

تمہارے گھر میں بے شرعی کام ہوتے ہیں کیونکہ منع نہیں کرتے
 تو کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں کہ ہماری عورتان بات نہیں مانیں
 اور کھانا پھوٹا مذہب ہے معلوم ہوا کہ یہ چھٹے مذہب والے
 دیوث ہیں کہ عورتان ان سے غالب ہیں اور مردان مغلوب
 کہ حسب الحکم ان کے عہود و قتل مارہ لوٹری لا دیتے ہیں اور
 بچوں کو مردان کے حقوق و منسلکی کرٹہ و سٹری ڈال دیتے ہیں یہ
 عجیب سنت بدشگون ہے کہ خوشی سے تبرا لی جیتے ہیں -
 دمرن فال بدکا ورد حال بد بچوں کا لنگر شدون کے
 سامنے لیجا ناہی شرک جلی اور بے عقلی ہے اگر یہ رسم
 اسلامی ہوتا تو امرا و وزرا ملکوں کے انے اولاد کا لنگر
 خاص قبر شریف پر حضرت سید الشہدا کے کمر بلائیں لیجا
 مگر نہیں کہ ناجائز طریقہ کفر کا ہے اور شرعیت میں مرد
 آدمی کو سونا چاندی اور خالص ریشمی لباس پہن لینا حرام
 ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایسی جہیز
 سے انکار محض رکھتے تھے یہ دوستان ظاہر و دشمنان
 باطن حسین نے نبی جنہ کہ جناب حسینؑ کو بڑی تہی وہی
 حرام شے زیور و ریشم کے کپڑے مخالفت کے بغیر

کے اور دشمنی سے حضرت حسینؑ کے اونچین کے نام کے
 شہدوں کو گلے ڈالتے ہیں یہ وہ مثل ہے کہ جب مسلمانوں
 نے کافروں سے مذہبی فساد میں غالب آئے ہیں اور
 زیرِ کوبہ ہیں تو گوشب سے انکار کرنے والے شخص
 کے منہ میں بڑی دیتے ہیں یہ دشمنانِ حسینؑ ہی خدا سے
 حرام اشتیاق کو ان کے گلے باندھتے ہیں اور شہدوں کو
 اٹھا لے پھرنے والے بے نمازی اور بنی سون کو
 شیطانی حال آتا ہے سو وہ بکر شیطانی ہے آنگ میں لے گا
 ورنہ اولیا اور شہداء کا کام مثل شیطان آنگ میں آنے کا
 نہیں ہے بلکہ وہ لوگ بعد موت اللہ کی حضوری میں حاضر
 رہتے ہیں ولا تقول لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء
 عند اللہ یرزقون اور مت کہو تم ان لوگوں کو جو ماز سے جائے
 ہیں اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندہ ہیں وہ اللہ کے
 ترے دیک رزق پاتے ہیں جب ایسے مقدس لوگ حضوری
 خدا میں ہیں تو ان ناپاک و نجس برادر ابلیس کے آنگ میں کس طرح
 آویں گے معلوم ہوا کہ علمِ برہ ارواں کو جو حال آتا ہے صرف
 فریبِ شیطان ہے اور یہی خود شیطانت سے مکر

کرتے ہیں بعض جاہل بدعت عشرہ کی برائی پر قایل ہو کر
 کہتے ہیں کہ واقعی رسوم عشرہ بری ہیں مگر کافروں کو اسلام کے
 طرف رجوع کرنے کے لئے اسلامی دبدبہ شوکت سے سنو یہ
 خیال چل رہا ہے کہ سنئے کہ ہندو اسلام کے طرف رجوع ہونے
 سے وہ مراد ہے کہ کلمہ پڑھ کر مذہب کفر سے توبہ کر لے اور
 پوری طور سے اسلام قبول کر ثابت قدم رہے نہ کہ اپنے مذہب
 کفر پر قائم رہ کر قبر پرستی و شدہ پرستی میں شریک ہو گا تو
 جو شرکی رسوم اپنے بتوں سے کرتا ہے وہی افعال اسلامی
 بزرگوں کے ابواب میں ہی کرنے کا چنانچہ اٹھین کفار کے شریک
 ہونے سے شادی اور عرس و عشرہ و موتا اور ایصال
 ثواب و نذر و نیاز میں کفر کے رسوم شریک ہو گئے ہیں مولف
 کہہ دیکھو کہ تو قریب شریعت کرین جب دین میں بدین شریعت
 اگر ضدین میں جب کفر و اسلام بہم کیوں جمع ہوں کیا ہی دو کام
 ہندو اگر اسلامی کاروبار میں شریک ہوا ہی تو کیا حاصل کہ
 الکفار بلا اعتبار دیکھئے ہندو نے مسلمانوں کے ابواب میں شریک
 ہو کر جب گھر جاتا ہے تو مسلمانوں کے سس کیا ہوا لباس
 او تار کر اٹک دھو کر دلو کا چو جا کرتا اور کھانا کھاتا ہے اور

شہزادوں کے سامنے مالیدہ وغیرہ لجاتا ہے تو قریس مسلمانوں
 سے علیحدہ رکھ کر فاتحہ پڑھوا کر ہاتھ اور ٹھکانا لے کر تباہ کر دیتا ہے جب اہل
 اسلام سے اس قدر نفرت رکھا تو رجوع ہونا کیا حاصل ہندو نے
 شہزادوں کی طرف جو جھگڑا ہے تو اپنے بہت کمی شکل ہونے سے
 رغبت کرتا ہے مگر سنگ زردیر اور شغل۔ اکثر عوام مسلمان
 عسکر و مین پلنگ پر تہین سوئے اور نبی بنیوں سے مجاہدت
 نہیں کرتے سمجھتے ہیں کہ امام حسین تخت نشین ہونے پر تباہی کی سے
 بے ادبی کیوں کریں یہ خیال صریح جہل و حماقت کا ہے کہ شہزاد
 آدمی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ادنیٰ چیز کو پتیل و لکڑی کا حضرت امام
 حسین کی ذات مقدس سے استغفر اللہ کیوں کر نسبت
 ش بہت دیجاوگی اور پلنگ پر سوئے کی مبالغت شریعت
 سے کسی ایام میں نہیں آئی۔ از انجا کہ خاص ذات اقدس حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ سے معظم کی اور
 جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ اور کربلا وغیرہ شہروں
 میں زیر زمین مدفون ہیں ان شہزادوں کے لوگ ابست
 سے آج تک پلنگ پر سوئے تھے اور عورتوں سے زندگی
 کرتے اور بچے جنتے ہیں وہاں اصل مقام پر تو بے ادبی

نہیں ہوتی اس نقلی شے آدمی بنائے ہوئی شکل بت کا ادب
 کو نہ کیا یہ عقلمندی ہے نہیں کہ فریب شیطان ہے بلکہ حلال
 عورتوں سے مباشرت کے اوقات عبادت میں شریک
 کئے جاتے ہیں اور عوام مسلمان عشرہ میں گوشت نہیں کھاتے
 یہ رسم بھی منجھد رسوم شرک کے ہے ورنہ خدا نے حلال
 جانوروں کا گوشت کھانا حکم کیا ہے پس حلال شے کو حرام
 سمجھنا برہمنوں کا کام ہے نہ مسلمانوں کا گوشت کھانے
 والے ہندو اپنے تھواروں میں گوشت کو نجس سمجھ کر نہیں
 کھاتے وہی پرتو رزیل مسلمانوں پر پڑا ہے کہ عشرہ کو قتل
 تھوار سمجھ کر گوشت کو نجس جان کر نہیں کھاتے اور عظمت نامحرم
 اور رجب اور شعبان اور رمضان کی حکم الہی الحرام بالاسلام
 و الحرامات قصاص یہ چار مہینے کی حرمت باقی آٹھ مہینوں پر
 فاضل ہے اور یہی فضیلت کا سبب سعادت تھا کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف سراج نصیب ہوا اور شعبان میں
 شب برات مقرر ہوئی اور رمضان میں حضرت رسول اللہ
 پر روزے رکھنے کی دولت سر فرما رہی اور ولایت القدر
 کی فضیلت رکھی گئی اور ماہ محرم میں سعادت شہادت حضرت

مسلمانوں
 باہل
 رونے
 نے سے
 مسلمان
 باہمت
 کی سے
 شدہ
 شاہم
 بت و
 لغت
 عزت
 اور
 نہروں
 بت و
 زندگی
 اولی

امام حسین رضی اللہ عنہ کو لضبیب ہوئی پس معلوم ہوا کہ ماہ محرم
 شہادت سے حضرت سید الشہداء کے شرافت نہیں ہوا
 بلکہ فضیلت میں محرم الحرام کے سفاقت شہادت حضرت امام
 رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی اور حضرت امام حسین سلمان کامل تھے
 گوشت کھانے سے انکار نہیں رکھتے تھے کہ آپ کے نانا
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم خداست پر غلام فرمایا اور آپ کھایا
 جاہلون نے اپنی جہالت سے تجس سے تجسٹے ہن مگر لطف یہ کہ
 عین زیارت کے فاتحہ کو بکرا ہی ذبح کر گنجیت کرتے اور
 خاص نام حضرت پر ہی تو فاتحہ دیتے ہن تو نجاست کہاں گئی
 استغفر اللہ بے علمی کیا بری شے ہے کہ جاہل نیکو عاقبت کم بود
 اور یہ بھی بہت بڑا شر کی فعل ہے کہ مسلمانوں سے ہر شخص
 کی شادی کے اول سال کے عشرہ محرم میں دولہ و دولہن
 کو آپس میں ملنا تو کجا مگر ایک دوسرے کو دیکھنے نہیں دتے
 بلکہ ایک بستی میں نہیں رہتے یقین کر لے ہن کہ اگر
 ملین گے تو نقصان جان کا ہو گا یہ کیسا پڑا شرک ہے
 نفوذ باللہ شہا البتہ ابتدا میں اس رسم شرک کا مافیہ حاکمیت
 سے خیال کیا ہو گا کہ عشرہ کے ایام بتبرک میں ناپاکی سبابت

کی مناسب نہیں ہے دولہ دولہن کا شوق نیا ہے اگر نزدیکی
 رہیں گے تو چوری سے لجاؤں گے اور ناپاک ہوں گے تو
 بے ادبی ہوگی اس وہم جانتی ہے دس دن عشرہ میں دو تو
 کو علیحدہ رکھا ہوگا پس اتنے ہی موقع میں شیطان علیہ اللعنة
 کو قابو نشہ انگیزی کا ملا کہ یہ رسم شرک کا تامی جاہلان زمانہ
 کے مسلمانوں کو شکھا دیا کہ فرضی تشہیر ہو گیا ہے دیکھتے ہیں
 میں بخیاں ناپاکی ہم بستری سے علیحدہ رہتے تھے اب
 شہر کون نے اس کو نقصان جان سمجھ گئے ہیں اگر ناپاکی
 ہی بالفرض سمجھے ہیں تو ایک نئی سال نہیں کیوں سمجھتے کہ ہر سال
 کے عشرہ میں ہی وہی سال اول کی ناپاکی کے خیال سے دولہ
 دولہن کو ہر سال کے عشرہ میں ایسا ہی دور رکھ کر دیکھنے نہیں
 تھا مگر سال اول ہی میں اسکی برائی سمجھے اور دوسرے سالوں
 میں وہ احتیاط نہ پایا یہ شہر کون کی حرف حماقت ہے اور
 شیطان فریب کیا جاوے مسلمانوں کی عقل ماری گئی ہے کہ کچھ
 سمجھ نہیں رکھتے کہ ایمان کیا شے ہے اور صفت ایمان میں
 والفقر بخیرہ وشرہ میں اللہ تھا نہ کو کیا سمجھ کر اقرار
 واثق توحید خدا کے اسے نادانوں کا احسان تو مانو کہ ہر سال

ہوا
 تم
 مانا
 لکھا
 لہ
 در
 ہی
 بود
 ن
 بن
 تہ
 کر
 ہ
 کر
 ن
 کر

کے کل ایام میں بندوں کو اپنی عورتوں سے سوا ایام حیض و نفاس
 یا احرام و اعتکاف کے باقی سب ایام میں سال تمام کے
 سب اشکرت حلال کر دیا ہے حتیٰ کہ رمضان المبارک جو سب
 مہینوں میں افضل ہے راتوں کو خدا فرماتا ہے اهلکم لیلیت
 الصیام الرفث الی نساکم حلال کر دیا راتوں کو رمضان کے
 تکو بے پردہ ہونا عورتوں سے تمہارے افسوس کہ خدا
 کی اس قدر مہربانی بندوں پر ہوتے پر مشرکوں نے خود
 برائی سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیکر نافرمان خدا
 کے ہوتے میں یاد رکھو کہ خدا اور رسول کے اجازتی کا خون
 میں نفع اور خوبی اور عزت ہے اور بے شرعی کاموں میں
 خرابی اور بے حیائی اور نقصان ہے مخفی نہیں کہ شرف شہادت
 سید الشہداء کے زمانہ سے ہزار سال کے عرصہ تک
 ماہ محرم کے عشرہ میں کسی طرح کی برائی نہ تھی اور ملک عرب
 میں اب تک بھی نہیں فقط اس ملک کچھ میں ہی چار سو سال
 سے یہ شیطانیت مروج ہوئی ہے محکم لکھا کہ بانی
 اس رسم شہدوں کا طیمور لنگ ہے کہ زمانہ سلطنت
 خود میں ہر سال شوق زیارت مزار مقدس حضرت حسین

رضی اللہ عنہ سے سفر کر بلا کا کرتا تھا اور امرائے سلطنت
کو سفر ہر سالہ کا مہرج ہونے سے تجویز نمونہ مزار مقدس
کی نکال کہ یہ شکل تعزیر مروجہ بنا دے بادشاہ یہ علم تھا
سند کر لیا از انجا کہ الناس علی دین ملوکہم خلقت تابع علم اور
چلن بادشاہ وقت کے ہوئے ہیں رعایا اور لشکر ہی اور
امراء و وزراء وغیرہ خاطر و مروت و حکومت سے اپنے
فرمان روا کے ہر شخص نے اپنے اپنے مقاموں اور شہروں
میں سب چند روزین وی نمونہ بنائے اور رعایت سلطانی
انعام ہر عشرہ کا سرکار سے مقرر ہو گیا جبکہ ہرچہ انعام تھا
شاہی کا اطراف ممالک محروسہ میں ہو گیا تو ہر کدام طبع کے
انعام رسوم کے ہر شہر و قصبہ میں عوام الناس ہی اختیار کر لے
انکو بھی قسمت رسوم سالانہ بدہ جاری ہو گئی جو اب تک
بھی دی رسوم منقسم چلا آتا ہے اور اسی حرص و غرض
سے ہر کس یک فعل شیطانی اختیار کر لیکر سب مانگت
کھانے کا گردان لے لے ہیں ورنہ بجز طبع گدائی کے کسی کو غم
شہادت حضرات شہداء نہیں ہے فقط حرص و طمع سے مانگ
کھانے کے رسوائی عشرہ کی اس غایت کو بھنچا دی دیکھئے

ابتدائی نیت تیمور کو کہ صرف الصال ثواب کی تھی اب انتہائی
پرستش سے عذاب شرک کو پہنچائی نہ شکرین کو ان افعال سے
منع کرین تو کہتے ہیں کہ اگر فعل بڑا نہ ہوتا تو آبا و اجداد سے کیوں
چلا آتا ہے کہ آج کل کا نہیں یہ رسم قدیم ہے اسکا جواب خدا
تعالیٰ نے قرآن میں دیکھا ہے کہ اولوکان اباؤہم لایعقلون شیعا و
لا یحسدون کیا اگر ہون باب دادا اُنکے لیے خیر البواب شریعت
سے اور نہ ہدایا ہے ہون علم دین کی تو کیا تم ہی اُسی نادانی
میں شریک رہو گے افسوس باب دادا کی مثال دینے والے
غفل العبدق اولاد کی لیاقت میر کہ اپنے بڑوں کی نادانی
ظاہر کرتے ہیں بعض جاہل حماقت سے کہتے ہیں کہ جب یہ
استادگی شدہ کا رسم ناجائز ہے تو شہر وں جسکے حاکموں نے
کیوں جائز رکھتے ہیں اُنکا جواب یہ ہے کہ مراحم حسروں اور
مراعات حسروں کی کال لازمہ انصاف شاہی ہے کہ مخلوق خدا
ہر مذہب کے رعایا و کاروان کو بلا ظلم و جبر اونکے ملت پر
آزادانہ رکھنا شرط ملک رانی اور مصالحت رعایا پروری
ہے اور ان اقوام کے چور رسوم کو یہ تدریج مٹانے کی تدابیر
سلطنتی یہ کہ انتظامی اسباب تہذیب رعایا مثل ترمیم ملائق

تعلیم اور تعمیرِ مباحہ و مہمان سراسر اور تقریر و طالیف علما و غربا
 کے امور کے جائزین تا تعلیم رعایا کی پسند و نصایح سے ہوتی
 رہے اور ان ابواب کا انتظام رکھنا اور ہر ذمت بہت مساعی
 کے لازم و مستم ہے جب اس قبیل کے انتظامات سے جاہل
 آدمی علم دین اسلام جانکر حق و باطل سے واقف ہوا تو
 خود ہی شرک و کفر کی برائی اور غضب الہی کے خوف سے
 گناہان کبار و شرک سے بچ گیا افسوس کہ اس زمانہ میں
 قرآن مسلمانوں کو قسم گمانے کے لئے وثیقہ رکھیا ہے عمل
 کرنے کے لئے اگر فیعدنی پانچ آدمی عالم علم قرآن و عامل
 بالحدیث اور سر و شریعت رہیں تو انکو وہابی نام رکھ کر
 باوصف حق گوئی کے جھوٹا الزام لگا کر بدخلق ہو جاتے
 ہیں خدا نے تعالیٰ نے ایسے جھوٹ الزام دینے والوں
 کے نسبت میں فرماتا ہے کبرت کلمۃ شخرج بن افواہم
 ان یقولون لا کنز باکیا بُری بات ہو کر نکلتی ہے ان کے
 منہ سے جو کہتے ہیں وہ سب جھوٹ ہے مشکل تو
 یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہنودی رسوم کی شامت بہت
 جلد اثر کرتی ہے یعنی بت پرستی کی تاثیر شدہ پستی

الاسکی
 مال سے
 ہر کون
 ہے خدا
 بنیاد
 رعیت
 مادیانی
 و اول
 النی
 بہ
 ن
 ی اور
 خدا
 پر
 بری
 ماسی
 ملائ

د قبر و جہنم پرستی میں اور کنگن و ناریل اور سہرہ شادی
کے دولہ کو باندھتے ہیں اور مروت سے ہنود و نصاریٰ
نکے لفظ رام رام اور گڈ مار ڈنگ کا سلام کرتے ہیں اور
ڈاڑھی منوٹو و اگر موچھ بڑھانے میں زیادہ رغبت رکھتے
ہیں اور شریعت کے ابواب کا اثر بہت ہی کم ہوتا ہے بلکہ
نہیں ہوتا اگر مخالفت کریں تو اور ضد و کد میں خصوصیت برآ جاتے
ہیں اور مندو کو مسلمانوں کے طریقہ کا اثر کچھ نہیں ہوتا جیسے
نماز روزہ کلمہ درود سلام علیک کرنا ڈاڑھی رکھنا سر اعلیٰ
یا مسلمان کا پکایا کھانا اور پانی پینا وغیرہ کچھ نہیں اثر کرتا
خدا ایتلو مسلمانوں پر رحم فرما اکی دلوں میں رسوم و عینی اور
بشرع بنوی کا شوق دلا اور طریق اسلام پرستقیم کروا
اور ثابت قدم رکھ امین یا رب العالمین فقط

۱۰۰

